REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبری ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے۔

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۸ | ۱۳ ظہور ۱۳۳۸ ہش ۷ صفر ۱۳۷۹ھ - ۱۳ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ اگست بسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ

حضرت اقدس کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔

الحمد للہ

احباب جماعت اپنے مقدس امام ہمام کی صحت کاملہ کے لئے اپنی خصوصی دعاؤں کا سلسلہ التزام سے جاری رکھیں اللہ تعالیٰ تبدل فرمائے۔ آمین۔

— حضور کی صحت کے متعلق مفصل ڈاکٹری رپورٹیں جو الفضل میں شائع ہو رہی ہیں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائی جائیں۔

قادیان ۱۰ اگست۔ آج چار بجے بعد دوپہر جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ علاقہ جموں و کشمیر کا تربیتی دورہ مکمل کر لینے کے بعد واپس دارالامان پہنچے اللہ تعالیٰ ان کو مزید بہتر نتائج پیدا فرمائے اور ہر دو احباب کو پہلے سے بڑھ کر خدمت و اشاعت دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۱ اگست۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ مع اہل و عیال آج کل پاکستان میں قیام فرما ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور بسلامت واپس لائے۔ آمین

جماعت احمدیہ کے متعلق علامہ نیاز فتحپوری کا محققانہ تبصرہ

احمدی معتقدات میں مجھے کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جو جمہور مسلم کے معتقدات کے منافی ہو

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جو انسان تھے آپ نے مجددیت کا دعویٰ ایسے وقت میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کیلئے ایک بازی مرد کی سخت ضرورت تھی

احمدی جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح و روشن ہیں کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔

رسالہ نگار لکھنؤ کی تازہ اشاعت بابت ماہ اگست میں "ملاحظات" کے تحت اول نمبر پر بعنوان "احمدی جماعت" علامہ نیاز فتحپوری کا ایک مبسوط و محققانہ نوٹ شائع ہوا ہے جسے ذیل میں بغیر کسی طرح کے مزید تبصرہ کے بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ علامہ موصوف کا یہ قابل قدر نوٹ جہاں احباب جماعت کی دلچسپی کا باعث ہے وہاں جماعت سے اختلاف رکھنے والے تمام علماء امت کو دعوت دیتا ہے کہ اگر وہ بھی تحقیق حق کی نیت سے احمدیت کا مطالعہ کریں تو بفضلہ تعالیٰ ان پر بھی اس مقدس اور برگزیدہ جماعت کی صداقت کے نشان ظاہر ہوں گے۔۔ وما علینا الا البلاغ (ادارہ)

ملاحظات!

احمدی جماعت

اب سے تقریباً ۴۰ سال کی بات ہے جب مناظرہ کی ایک کتاب "سرمہ چشم آریہ" میری نگاہ سے گذری اور یہ تھا میرا اولین غائبانہ تعارف اس کتاب کے مصنف جناب مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ سے۔ میرے والد کو اس فن سے خاص دلچسپی تھی۔ اور یہ کتاب انہی کے اثنا رہ سے میں نے پڑھی تھی — یہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا۔ بعض مناظرانہ [illegible] مذہب کا نہ دل نہ ذوق میرے اندر [illegible] ہو رہا تھا۔ اسلامیہ کتب مجھے پسند آئی۔ اور بار بار میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ لیکن یہ مطالعہ صرف کتاب ہی تک محدود رہا۔ اور خود مرزا صاحب کی شخصیت یا ان کی مذہبی تبلیغ و اصلاح پر غور کرنے کا موقعہ مجھے نہ مل سکا کیونکہ اس کی اہلیت و فرصت دونوں مجھے حاصل نہ تھیں۔ اول تو میں بہت کمسن تھا۔ دوسرے درس نظامی کی "قال اقول" اور اس کی روایت پرستانہ گرفت سے کہاں

چھٹکارا تھا کہ میں آزادی کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور کر سکتا۔ تاہم یہ کتاب مرزا صاحب کی وسعت مطالعہ اور قوت استدلال کا بڑا گہرا اثر میرے ذہن و فکر پر چھوڑ گئی۔ اور عرصہ تک میں اس سے متاثر رہا۔ مجھے نہیں معلوم کہ احمدی تحریک کا آغاز اس وقت تک ہو چکا تھا یا نہیں۔ اگر ہو چکا تھا تو اسکے متعلق دعاوی کیا تھے۔ لیکن اس کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی آواز اس جماعت کے متعلق میرے کانوں میں پڑ جاتی تھی۔ اور وہ آواز یکسر مخالفانہ ہوتی تھی۔ زمانہ گذرتا گیا اور ختم تعلیم کے بعد بھی عرصہ تک میں احمدی تحریک سے بے خبر رہا لیکن اس دوران میں بعض ایسی کتابیں نظر سے گذریں [illegible] جو اس تحریک کی مخالفت میں شائع ہوئی۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ میں ان سے متاثر بھی ہوا۔ لیکن یہ تاثر زیادہ تر سلبی قسم کا تھا ایجابی نہ تھا۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سنا وہ مخالفین کی زبان سے سنا۔ خود اس جماعت کے لٹریچر کی طرف سے میں بالکل خالی الذہن تھا۔

ان کتابوں سے زیادہ عجیب و غریب باتیں میرے ذہن نشین کرا دی تھیں مثلاً یہ کہ جماعت اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتی۔ ان کی مسجدیں اور نمازیں جمہور سے علیحدہ و مختلف ہیں۔ وہ غیر احمدی جماعتوں سے رشتہ مصاہرت بھی قائم نہیں کرتے۔ نیز یہ کہ مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ اپنے آپ کو مثیل مسیح یا مہدی موعود کہتے تھے۔ وحی و الہام کا مہبط بھی قرار دیتے تھے۔ اور برطانوی حکومت کی حمایت حاصل کرنا ان کی تحریک کا حقیقی مقصد تھا۔

اس میں شک نہیں ان میں سے بعض باتیں مجھے پسند نہیں آئیں۔ اور میں اس تحریک کو بہ نظر استخفاف دیکھتا رہا۔ لیکن جب [illegible] میں نے دائرہ تقلید و روایات سے ہٹ کر غیر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور انہی علمائے اسلام کے افعال و کردار کو سامنے رکھ [illegible]

جو اس تحریک کے سخت دشمن تھے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر احمدی جماعت گمراہ ہے تو غیر احمدی جماعتیں اور ان کے اکثر علماء (خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، مقلد ہوں یا غیر مقلد، اہل قرآن ہوں یا اہل حدیث) کہیں زیادہ گمراہ ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ کو خاتم النبیین [illegible] ماننے کے بعد بھی وہ اسوۂ

نبی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا احمدی جماعت باوجود انکار ختم نبوت کے۔ (حالانکہ یہ الزام صحیح نہیں) کرتی ہے۔

اگر اسلام کی صحیح روح محض بلندی اخلاق و انسانیت پرستی ہے جس کا تعلق یکسر عملی زندگی سے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بے عمل جماعت کو تو ہم سچا مسلمان سمجھیں اور دوسری باعمل جماعت کو کافر و غیر مسلم قرار دیں محض اس لئے کہ اس کا بانی وحی کے کچھ ایسی باتیں کہتا ہے۔ جو ناقابل قبول معلوم ہوتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو چند مخصوص شعائر و معتقدات نہ رکھتا ہو۔ لیکن حقیقی مقصود محض اصلاح اخلاق ہے۔ اور عبادات و معتقدات صرف ذریعہ ہیں، تمدن و معاشرہ کی تنظیم اور اخوت و انسانیت کی ترویج و اشاعت کا۔

پھر اس حقیقت کے پیش نظر آپ مسلم جمہور اور ان کے علماء کے حالات و کردار کا مطالعہ کریں گے تو صورت حال بالکل "واژگون" نظر آئے گی۔ کیونکہ انکے نزدیک اسلام کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ چند مابعد الطبیعاتی عقائد کو تسلیم کر کے رسمی عبادت کر لی جائے اور ہیئت اجتماعی کے مسائل خیر و فلاح کو خدا پر چھوڑ دیا جائے حالانکہ خدا نے یہ چیز خود انسان پر چھوڑ دی تھی۔

(لیس للانسان الا ما سعیٰ)

اس سلسلہ میں جب میں نے مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کا مطالعہ کیا تو عملی زندگی اور اصلاح و جہد کے لحاظ سے دو جماعتیں سامنے آئیں۔ ایک بوہرہ [illegible] خوجہ، بہائی [illegible] احمدی۔ ان میں سے اول الذکر تین جماعتوں کو میں نے نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ ایک مخصوص دائرہ کے اندر محدود ہیں [illegible] میں کوئی غیر شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ بہائیوں کا دائرہ عمل بے شک زیادہ وسیع ہے۔ اور عقائد سے قطع نظر اخلاقی حیثیت سے [illegible] کی وسعت نظر مجھے پسند ہے [illegible] چونکہ یہ مجھ [illegible] اور سرزمین ہند سے اس کا کوئی تعلق نہیں اسلئے اس کی کامیابی یہاں مجھے بعید نظر آئی اب

مطبع [illegible] الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ره [illegible] احمدی جماعت سو بے
افضیانہ میرا [illegible] چاہا [illegible] کی زندگی کا قریب تر
مطالعہ کرنے کا [illegible] خود قادیان [illegible]
لیکن افسوس ہے کہ یہ ارادہ فی الحال پورا نہ
ہو سکا (ممکن ہے کبھی پورا ہو جائے) اور
ان کا لٹریچر فراہم کر کے اس کا مطالعہ شروع
کیا۔

پھر میں تو نہیں کہہ سکتا کہ اول [illegible]
آخر میں نے اس کا سارا لٹریچر پڑھ لیا۔ [illegible]
لیکن جتنا کچھ میسر آیا وہ بھی نتیجہ تک پہنچنے
اور صحیح رائے قائم کرنے کے لئے کافی تھا
اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کے [illegible]
میرے سامنے آئے اور ان میں کوئی بات
مجھے ایسی نظر نہ آئی جو جمہور علماء کے معتقدات
کے منافی ہو۔ یعنی مسلمان ہونے کی جو
شرطیں دوسری مسلمان جماعتوں میں ضروری
قرار دی جاتی ہیں وہی ان کے یہاں بھی ہیں
اور ان کے اس عقیدہ کو نظر انداز کر دیا جائے
کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح یا مہدی موعود
تھے تو تمام عقائد و شعار میں یکساں ہیں
میں نے ان کی تفاسیر دیکھیں ان کا استناد
بالاحادیث دیکھا ان کی کتب تاریخ و سیر
کا مطالعہ کیا لیکن ان میں کوئی بات ایسی
نظر نہیں آئی جو مسلمہ جمہور کے خلاف
ہو یہاں تک کہ انکار ختم نبوت کا الزام بھی
مجھے بالکل غلط نظر آیا۔

رہا دعوئے مہدویت سو اس سے
انکار کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی جب کہ
خود کلام مجید سے ہر زمانہ اور ہر
قوم میں کسی نہ کسی ہادی و مصلح کا پیدا ہونا
ثابت ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا
ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں
تھے وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود
سمجھتے تھے۔ [illegible] یقیناً انہوں نے یہ دعویٰ
ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم
کے [illegible] ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت
تھی۔ علاوہ اس کے دوسرا معیار حق
ہے جس سے کسی کی صداقت کو جان سکتے ہیں
نتیجۂ عمل ہے۔ سو اس باب میں احمدی
جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح و
روشن ہیں کہ اس سے ان کے مخالفین
بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس وقت
دنیا کا کوئی گوشہ نہیں جہاں احمدی جماعتیں اپنے
کام میں مصروف نہ ہوں اور انہوں نے نمایاں عزت و
وقار حاصل نہ کیا ہو۔ پھر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ
کیا یہ [illegible] خلوص و صداقت کے آسانی
سے حاصل ہو سکتی ہیں؟ نہیں۔ کیا یہ جذبہ خلوص و صداقت کسی
جماعت میں پیدا ہو سکتا ہے اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی
صداقت پر یقین نہ ہو اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص
جماعت پیدا کر سکتا تھا اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(ماہنامہ نگار لکھنؤ بابت اگست [illegible])

ہندو مسلم اتحاد

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

ضروری نوٹ:- قارئین حضرات کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی ابتداء سے ہی ہندوستان کی مختلف اقوام میں باہمی پریم اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ کیونکہ ملک کی ترقی کا بہت بڑا انحصار اہل ملک کے باہمی اتحاد، اتفاق اور خلوص پر ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت گذشتہ نصف صدی سے قلمی اور لسانی خدمات سر انجام دے رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا لیکچر "پیغام صلح" مختلف زبانوں میں متعدد بار شائع ہو چکا ہے اور کچھ عرصہ بیشتر "ہندو مسلم اتحاد" کے موضوع پر گورمکھی اور اردو میں ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں جن پر ملک کے مؤقر اخبارات اور قومی لیڈروں نے قابل قدر تبصرے کئے ہیں۔

اسی سلسلہ میں "ہندو مسلم اتحاد" کے متعلق ذیل کا مضمون قسط وار شائع کیا جاتا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس مضمون کو بالاستیعاب مطالعہ کر کے اپنی رائے سے نظارت دعوت و تبلیغ کو مطلع فرمائیں تاکہ نظر ثانی کے بعد اس کو مناسب ترامیم کے بعد کتابی شکل میں شائع کیا جا سکے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ہندوؤں کی عظمت مسلمانوں کے دل میں

اگرچہ نظریات اور "متوں" کی کثرت کے باعث "ہندوازم" ایک مبہم شئے ہو گئی ہے مگر دنیا کے متمدن اور اہل علم طبقہ میں ہمیشہ ہندوؤں کے علم و فضل کا اقرار کیا گیا۔

ایک مشہور اسپینی مصنف "قاضی صاعد اندلسی" جنہوں نے اپنی تصنیف "طبقات الامم" میں دنیا کی تمام متمدن قوموں کے علوم کی تاریخ لکھی ہے وہ اس میں ہندوؤں کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ہندو قوم تمام قوموں کے نزدیک
ہر زمانہ میں حکمت کی کان اور دانائی
اور عقلمندی کا سرچشمہ رہی ہے ان
کے مختلف فرقے ہیں۔ بعض برہمن
ہیں۔ بعض ستارہ پرست ہیں۔
بعض عالم کے حدوث اور بعض
اس کی ازلیت کے قائل ہیں۔ نبوت
و رسالت کو نہیں مانتے۔ اور حیوانات
کو ذبح کرنا اور ان کو تکلیف دینا
برا سمجھتے ہیں"۔

اس سے پُر لطف موازنہ عربی کے ایک مشہور انشاء پرداز، متکلم اور فلسفی جاحظ کا ہے۔ "جاحظ" نے ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا ہے کہ "دنیا کی کالی اور گوری" قوموں میں سے افضل قوم کون سی ہے۔ وہ کالی قوم کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:-

"لیکن ہندوستان کے باشندے۔
تو ہم نے ان کو پایا ہے کہ وہ جوتش
اور حساب میں بڑھے ہوئے ہیں
ان کا ایک خاص ہندی خط ہے
اور طب کے بعض عجیب بھید
ان کو معلوم ہیں۔ اور سخت بیماریوں
کی دوائیں خاص طور سے ان کے
پاس ہیں۔ پھر مجسمے اور اسٹیچو
بنانا۔ رنگوں سے تصویر پیدا
کرنا اور تعمیر وغیرہ میں ان کو کمال
حاصل ہے۔ پھر شطرنج کے وہ
موجد ہیں جو ذہانت اور سوچ کا
بہترین کھیل ہے۔ تلواریں عمدہ
بناتے ہیں اور ان کے چلانے
کے سب کرتب جانتے ہیں۔ نیز
اتارنے اور درد دور کرنے
کے منتر جانتے ہیں۔ ان کی موسیقی
بھی دلپسند ہے۔ ان کے ایک
ساز کا نام "کنکلہ" ہے۔ جو کدو پر
ایک تار کو تان کر بجاتے ہیں۔
اور جو ستاروں اور جھانجھ کا
کام دیتا ہے۔ . . . .
علوم بھی ان کے پاس ہیں۔ انہی
کے ہاں سے "کلیلہ و دمنہ" کتاب
بھی ہمارے پاس آئی۔ ان میں
رائے اور بہادری ہے۔ ان میں
صفائی، پاکیزگی کے اوصاف بھی
ہیں۔ خوبصورتی، خوش قامتی اور
خوشبوئی بھی ہے۔ اور انہیں کے
ملک سے بادشاہوں کے پاس
وہ عود آتی ہے جس کی نظیر نہیں
ملتی۔ اور فکر کا علم انہیں کے پاس
آیا ہے"۔

جاحظ کے اس رسالہ کا نام "فخر السودان علی البیضان" ہے۔

"اسلامی ادب" میں اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ جن میں "ہندوؤں" کی خوبیوں اور فضل و کمال کا اعتراف کیا گیا ہے۔ عبدالکریم شہرستانی نے "الملل والنحل" میں "آراء الہند" کے ماتحت جو پہلا جملہ لکھا ہے۔ وہ یہ ہے:-

وقد ذکرنا ان الہند امۃ
کبیرۃ وملۃ عظیمۃ۔

اور ہم یہ ذکر کر چکے کہ ہند کے باشندے
ایک بڑی امت اور عظیم ملت ہیں۔

اس کے بعد شہرستانی جو لکھتے ہیں وہ قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

وآراؤھم مختلفۃ، فمنھم
البراھمۃ وھم المنکرون
للنبوات اصلاً ومنھم من
یمیل الی الدھر ومنھم من
یمیل الی مذھب الثنویۃ
ویقول بملۃ ابراھیم علیہ
السلام۔

اور ان کے خیالات مختلف ہیں۔ ان
میں سے بعض تو براہمن ہیں اور یہ لوگ
نبوت کے منکر ہیں اور بعض دہریت
کی طرف مائل ہیں۔ اور بعض مذہب
ثنویت کی طرف میلان رکھتے ہیں اور
ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر یقین
رکھتے ہیں"۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

احمدیہ وفد کی افسران ضلع گورداسپور سے ملاقات

قادیان مورخہ ۴ اگست۔ سلسلہ کے بعض ضروری امور کی سر انجام دہی کے لئے ایک وفد جس میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے حکام ضلع سے ۴ اگست کو گورداسپور میں ملا۔

(۱) مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ (۲) مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے۔ ناظر امور عامہ (۳) مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم (۴) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے (۵) مکرم فضل الٰہی خان صاحب کارکن نظارت امور عامہ۔

سب سے پہلے جناب دمودھر داس صاحب آئی۔ اے۔ ایس ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے تقریباً پون گھنٹہ ملاقات کر کے ان کی خدمت میں ضروری امور پیش کئے گئے۔ جناب ڈی سی صاحب نے بہت توجہ سے جملہ امور سنے اور مناسب کارروائی کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد جناب کنور رندیپ سنگھ صاحب ایس۔ پی سے ملاقات کی گئی۔ وہ بہت مسرت سے ملے۔ اور جماعت کے حالات سنتے رہے۔ از اں بعد جناب اونکار ناتھ صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی جماعت کی تاریخ اور حالات بہت توجہ اور دلچسپی سے سنے اور لٹریچر پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔

اس کے علاوہ بعض دیگر دفاتر میں ضروری کام بھی سر انجام دیئے گئے۔ (نامہ نگار)

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے گُر

توجہ نہ کرنے کی وجہ سے ہم خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے ہزاروں مواقع کھو دیتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
مذہب کی بنیاد یا یوں کہو کہ مذہب کے عملی حصّہ کی بنیاد

محبت الٰہی

پر ہے۔ جسے عام اصطلاح میں تعلق باللہ کہتے ہیں۔ علق کے معنے چمٹ جانے کے ہیں۔ اور چمٹنے والی چیز کو علقہ کہتے ہیں۔ گویا تعلق باللہ کے یہ معنے ہوں گے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹ جائے۔ "علاقہ" کا لفظ بھی اسی قسم کا ہے۔ "مجھے اس سے علاقہ نہیں" کے معنے ہوتے ہیں۔ مجھے اس کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں یا مجھے اس کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں۔ تو

مذہب کی بنیاد تعلق باللہ پر

ہے۔ اور محبت الٰہی پر ہے۔ اور مذہب کے تمام حصص اسی قسم کے ہیں جنہیں بندہ اور خدا تعالیٰ میں محبت پیدا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو ہر ایک انسان کی پہونچ میں نہیں ہوتیں۔ اور بعض چیزیں ہر ایک انسان کی پہونچ میں ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے باریک در باریک فیوض اور مخفی در مخفی فیضان ہر انسان کی پہنچ میں نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ تو ان کو جانتے ہی نہیں اور بہت سے لوگ جان کر ان کو پہچاننے کے قابل نہیں ہوتے پس جو چیزیں عام لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں وہی تمام بنی نوع انسان کے کام آسکتی ہیں۔ لیکن

تعجب کی بات ہے

کہ لوگ بالعموم ان چیزوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور قریب ترین سامان جو ان کی نجات اور بھلائی کے موجب ہو سکتے ہیں انہیں بھلا دیتے ہیں۔ اور ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو یا تو انہیں میسر ہی نہیں آ سکتیں۔ اور اگر میسر آ جائیں تو ان کے لئے بڑی جدوجہد اور بھاری قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تو وہ چیز جو وہ تلاش کرتے ہیں انہیں ملتی ہے۔ اور نہ وہ اسی چیز سے جو ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کہتے ہیں۔ تو ایک ہی دفعہ کی تسبیح میں ہمیں خدا تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل ہو جاتا ہے کہ دوسرا انسان ہزار ہا ہزار دفعہ ویسی تسبیح کر کے بھی اس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ میں اس مجلس میں نہیں تھا۔ کسی ہمارے ہم عمر نے یہ بات سن لی۔ وہ مجھے ملے۔ تو انہوں نے تعجب سے کہا۔ پتہ نہیں اس میں کیا راز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معلوم نہیں کس

تسبیح کا ذکر

کیا ہے۔ اس نے مجھ سے ذکر کیا۔ تو یہ بات فوراً میرے ذہن میں آگئی کہ ایک تسبیح دل سے نکلتی ہے اور ایک تسبیح زبان سے نکلتی ہے۔ جب تسبیح دل سے نکلتی ہے تو یکدم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے اور جو تسبیح زبان سے نکلتی ہے۔ وہ خواہ کوئی انسان ہزاروں دفعہ پڑھے وہ وہیں کا وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ میں سمجھ گیا ہوں جو تسبیح دل سے نکلتی ہے۔ اس کا اثر فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور جو صرف زبان سے نکلتی ہے۔ اس کا کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا وہ ہنس پڑے اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپ نے بھی کس طرح ایک اہم بات کو چٹکیوں میں ہی اڑا دیا۔

جو چیز سہل الحصول ہو اسے لوگ چھوڑ دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی جنتر منتر مل جائے۔ حالانکہ

خدا تعالیٰ کے ملنے کے لئے

کسی جنتر منتر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان فطرتی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ہر انسان میں پائی جاتی ہیں۔ جس طرح لوگ اپنے ماں باپ اور بیٹے بیٹی اور بھائی بہنوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ جس طرح لوگ کسی کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ وہی طریق خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے ہیں۔ تم اپنے ارد گرد دیکھو کہ لوگ ایک دوسرے کے کس طرح دوست بنتے ہیں۔ دنیا میں وہ کونسا انسان ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔ جس کا کوئی ساتھی نہیں۔ جس کا کوئی بے تکلف نہیں۔ آخر وہ کیسے دوست بن گئے۔ جس طرح وہ بے تکلف بن جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تمہیں بہت سی

چھوٹی چھوٹی چیزیں

نظر آئیں گی جن سے کوئی شخص تمہارا دوست بن گیا تھا۔ اور تم دوسروں کے دوست بن گئے تھے تمہیں نظر آئے گا کہ مثلاً تم دونوں کسی جگہ اکٹھے رہتے۔ یا کسی سکول میں یا ایک ہی کلاس میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور قریب رہنے سے آہستہ آہستہ تمہارے تعلقات بڑھتے گئے اور بغیر اس کے کہ کوئی خاص جدوجہد کرنی پڑتی تم دونوں آپس میں دوست بن گئے۔ یا تم دونوں ایک ہی گاؤں میں رہتے تھے اور صبح سویرے اٹھ کر بیل لے کر کھیت میں جایا کرتے تھے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ تم دونوں میں [illegible] ہو گئی۔ اور اس کے [illegible] جدوجہد کی ضرورت پیش نہ آئی۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا بھی ہے۔ جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ اکٹھا رہتا ہے تو

خدا اور بندہ کے درمیان دوستی

پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں جاہل ہوں۔ اس لئے مجھے ان ذرائع کا علم نہیں۔ جن کے ذریعہ محبت الٰہی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جاہل سے جاہل اور ادنیٰ سے ادنیٰ شخص کا بھی کوئی نہ کوئی دوست ہوتا ہے۔ آخر وہ دوست کیسے بن گیا۔ جس طرح وہ اس کا دوست بن گیا ہے۔ اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کا دوست بھی بن سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان بھی ایسا نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میرا کوئی دوست نہیں۔ صدمہ اور تکلیف کے وقت بعض دفعہ انسان کہہ دیا کرتا ہے کہ

دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں

لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اس کا واقعہ میں کوئی دوست نہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس کے دوست اس قابل نہیں کہ اس صدمہ میں اس کی مدد کر سکیں۔ ویسے دوست ہوتے ضرور ہیں چاہے وہ اس جیسے بے کس اور بے بس ہوں۔

درحقیقت دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا نہیں جس نے دل لینے یا کسی کو اپنا دل دینے کا تجربہ نہ کیا ہو۔ اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا کیا طریق ہے۔ ہر جاہل سے جاہل اور ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی جانتا ہے کہ دنیا میں کس کو اپنا دل کیسے دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کا دل کیسے لیا جاتا ہے۔ یہی چیز جو اس جگہ تجربہ میں آئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے بھی استعمال کی جا سکتی ہے یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شخص نے ایک دوسرے شخص سے اتفاقاً کوئی نیکی کر دی۔ اور یہ چیز ان کی دوستی کا موجب ہو گئی۔ مثلاً شریف الطبع لوگ ماں باپ سے محبت کرتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہوتی ہے۔ اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ ماں دودھ پلاتی ہے اور بچہ اس کا دودھ پیتا ہے۔ اور بغیر سوچے سمجھے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ دودھ اسے اس کی ماں دے رہی ہے۔ اسی طرح ایک طبیب غریب کا علاج کرتا ہے یہ دیکھنے کے بعد اس کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے یا کوئی استاد ہے ایک شخص اس سے پڑھتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ استاد اس کی حالت اچھی بنا رہا ہے۔ اس کی بدولت وہ روزی کمانے لگ جائے گا۔ اور دنیا میں وہ عزت حاصل کرے گا۔ اس کے بعد اس کے دل میں استاد کی محبت پیدا ہو جاتی ہے یا پھر کسی چیز کے حسن اور اس کی ذاتی خوبی کی وجہ سے اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ خوش الحانی یا حسن بیان یا حسن آپ کی تاثیر میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں اور انسان کسی حسین شخص یا اپنے ساتھ رہنے والے سے محبت ہو جاتی ہے اور یہ ہم میں سے ہر ایک کا تجربہ ہے۔

آدمیوں کو جانے دو

جانوروں کو دیکھ لو

کتا ہے بلی ہے یا بعض لوگ خرگوش پالتے ہیں طوطا اور مینا رکھتے ہیں۔ ان سب جانوروں کو اپنے پالنے والے سے محبت ہو جاتی ہے وہ اس آدمی سے جو انہیں روٹی ڈالتا ہے یا جس کے پاس وہ رہتے ہیں پیار کرنے لگ جاتے ہیں مثلاً بلی کو جگہ سے محبت ہوتی ہے۔ گھر والے کہیں چلے جائیں تب بھی بلی اس جگہ کو نہیں چھوڑے گی لیکن کتے کو اپنے مالک سے محبت ہوتی ہے وہ جہاں چلا جائے کتا وہیں چلا جاتا ہے۔ طوطا اور مینا جو لوگ پالتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہیں اپنے پالنے والے سے کس قدر انس ہو جاتا ہے۔ انہیں خواہ پنجرے سے نکال بھی دیا جائے تب بھی وہ کہیں نہیں جائیں گے۔ وہیں بیٹھے رہیں گے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ احسان کو متواتر دیکھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ صرف

ضرورت اس بات کی ہے

کہ اس طرف لوگوں کو توجہ دلائی جائے۔ لیکن انہیں اس طرف توجہ نہیں دلائی جاتی۔ ماں باپ سے ہر ایک انسان محبت کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان کی طرف آپ ہی آپ توجہ ہو جاتی ہے اور وہ خود بھی اسے یاد دلاتے رہتے ہیں کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔ لیکن استادوں سے لوگوں کو بہت کم محبت ہوتی ہے اس لئے کہ وہ عام طور پر اپنے احسانات کو دہراتے نہیں۔ حضور خاتم النبیین کی ذات [illegible] اور استاد ہیں۔ جو زیادہ [illegible]

اس لئے زبان توجہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس کی محبت پیدا کرنے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کے سستے چیزیں دی ہیں گردی ہیں۔ لیکن ضرورت صرف توجہ کی ہے۔ بعض موٹی موٹی چیزیں ہیں جن پر لوگ عمل نہیں کرتے اس لئے وہ قرب الہی سے محروم رہتے ہیں۔ مثلاً

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے جب کھانا کھاؤ تو پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اب کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ کھانا مجھے خدا تعالے نے دیا ہے۔ بسم اللہ کے لفظی معنے تو یہ ہیں کہ میں خدا تعالے کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کھانا خدا تعالے کا ہے۔ میرا کوئی حق نہ تھا کہ اسے کھاؤں۔ مگر خدا تعالے نے مجھے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے اور اس نے کہا ہے تم کھا لو۔ اس لئے میں کھا رہا ہوں۔ نہ گندم میرا پیدا کی ہوئی ہے نہ پانی میرا بنایا ہوا ہے۔ نہ نمک میرا بنایا ہوا ہے نہ مرچ میری بنائی ہوئی ہے۔ نہ گوشت میرا پیدا کیا ہوا ہے۔ نہ ترکاریاں میں نے پیدا کی ہیں۔ یہ سب چیزیں میرے باپ دادا کی پیدائش سے پہلے کی ہیں۔ بلکہ بڑے سے بڑے خاندان کا ذکر بھی سو پشتوں سے آگے نہیں جاتا۔ لیکن گندم، پانی، ترکاری، گوشت، نمک، مرچ اور ہونگ وغیرہ ہزار پشتوں سے بھی پہلے سے موجود ہیں۔ اور جب یہ سب اشیاء میری پیدائش بلکہ میرے باپ دادا کی پیدائش سے بھی پہلے کی ہیں۔ تو یہ میری تو نہیں ہو سکتیں

بسم اللہ کے معنے

یہی ہیں کہ سب چیزیں خدا تعالے کی ہیں۔ لیکن اس نے ہمیں اجازت دی ہے کہ تم اسے کھاؤ۔ اور ہم کھا رہے ہیں۔ گویا یہ اس بات کا اظہار اور اقرار ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ہمیں یہ چیزیں دے کر ہم پر احسان کیا ہے۔ ورنہ ہم میں طاقت نہیں تھی کہ انہیں خود مہیا کر سکتے۔ اسی طرح جب ہم پانی پیتے ہیں۔ تو ہم غور کرتے ہیں کہ یہ پانی خدا تعالے نے زمین کی تہوں میں رکھا ہے۔ خدا تعالے قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ اگر ہم اس پانی کو کھینچ لیں تو تم پانی کہاں سے لاؤ گے اور یہ سچی بات ہے کہ ہم میں ایسی طاقت نہیں کہ پانی مہیا کر سکیں۔ یہ سب خدا تعالے کا فضل ہے کہ اس نے یہ سب ضروری اشیاء ہمیں مہیا کر دی ہیں۔ اگر تھوڑی دیر ہمیں پانی نہ ملے تو ہمیں بعض وقت کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن علاقوں میں پانی کی کمی ہے وہاں لوگ ایسی ایسی چیزیں پیتے ہیں جن کو ہمارے علاقہ میں پانی نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً سندھ اور بلوچستان کے بعض علاقے ہیں وہاں لوگ کیچڑ پیتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک والے نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ انہیں کوئی مستقل مشق آجائے تو اس قسم کا پانی پی لیں۔ عام حالات میں ہمارے ہاں اسے پانی

نہیں سمجھا جاتا۔ اب دیکھو یہ کتنا آسان ذریعہ ہے خدا تعالے کے قرب کے حاصل کرنے کا۔ لوگ کہتے ہیں ہمیں

خدا تعالے سے محبت

پیدا کرنے کے گر بتاؤ۔ لیکن کتنے لوگ ہیں جو اس چھوٹی سی بات پر عمل کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اب اگر میں پوچھوں کہ تم میں سے کتنے لوگ اس ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ تو شاید پانچ فی صدی لوگ کھڑے ہوں حالانکہ واقعہ یہی ہے کہ خدا تعالے کی محبت کو لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔ انہیں درست بنایا کرتے ہیں۔ خدا تعالے کی محبت کو پیدا کرنے کے لئے کوئی خاص گر نہیں ہوتے۔ دنیا میں لوگ ماں باپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ محبت اسی لئے پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کے احسانات بار بار ان کے سامنے آتے ہیں۔ ورنہ ماں باپ کی محبت کہیں باہر سے تو نہیں آتی نہ کبھی یہ ہوتا ہے کہ محبت کے بھرے ہوئے گھڑے باہر سے لائے جا رہے ہوں۔ یہ محبت آپ ہی آپ پیدا ہو جاتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا خدا تعالے نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جو شخص اس پر احسان کرتا ہے اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ چاہے تم کوشش کرو یا نہ کرو۔ یہ محبت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ اس کے لئے کسی خاص جدوجہد اور کوئی خاص تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کبھی تم نے کوئی ایسا بچہ دیکھا ہے جو یہ پوچھے کہ ماں باپ کی محبت کس طرح پیدا کی جاتی ہے۔ جب تک کوئی بچہ جوان نہیں ہو جاتا۔ اور اس کی بیوی اس سے ماں باپ کی محبت چھین نہیں لیتی۔ وہ ماں باپ کا عاشق ہوتا ہے۔ اور ہر بچہ اور ہر بچی اپنے ماں باپ سے فطرتی طور پر محبت کرتی ہے۔ نہ کبھی کسی نے اس کو پیدا کرنے کے لئے کوئی جدوجہد کی۔ اور نہ کسی نے دوسرے لوگوں سے اس بارہ میں مشورہ لیا۔ یہ محبت آپ ہی آپ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر خدا تعالے کی محبت پیدا کرنے کے لئے کسی خاص گر کی کیا ضرورت ہے۔ اس کی محبت پیدا کرنے کے بھی یہی طریق ہیں لیکن تم انہیں اختیار نہیں کرتے۔ تمہیں کون کہتا ہے کہ تم کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھو۔ بات صرف یہ ہے کہ تمہیں توجہ دلانے والا کوئی نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے بچہ ماں باپ سے دور ہو۔ ماں باپ اسے خرچ بھیج رہے ہوں۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خرچ میرے ماں باپ کی طرف سے آرہا ہے۔ اس لئے اس کے دل میں ان کی محبت پیدا نہیں ہوگی۔ اسی طرح جب تم خدا تعالے کو یاد نہیں کرتے اور تم غور نہیں کرتے کہ تمہیں کھانا کون بھیج

رہا ہے تو تم کہتے ہو کہ اچھا خدا ہے کہ اس نے تو ہماری خبر بھی نہیں لی۔ لیکن اگر کوئی یاد دلا دے کہ یہ کھانا اسی نے دیا ہے یہ پانی اسی نے دیا ہے تو خود بخود اس کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔

قرب الٰہی

کے حصول کا جو موٹا گر ہے اسے تم چھوڑ دیتے ہو۔ اور یہ پوچھتے ہو کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی گر ہے۔ اور جانتے نہیں کہ وہ گر موجود ہے۔ لیکن تم اس سے کام نہیں لیتے خدا تعالے کی محبت پیدا کرنے کے وہی گر ہیں جن سے تمہارے دلوں میں ماں باپ، بیوی بچے اور بہن بھائیوں کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالے کا قرب اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آسان آسان چیزیں سکھائی ہیں۔ مثلاً یہ بات بھی اسلام نے سکھائی ہے کہ جب تم کھانا کھا چکو تو الحمد للہ کہا کرو۔ اور دوسری دفعہ خدا تعالے کو یاد کر لیا کرو۔ جس طرح دنیا میں کوئی آدمی کسی دوسرے کو کھانا کھلاتا ہے تو کھانے سے فارغ ہو کر وہ کہتا ہے شکریہ! اسی طرح جب انسان کھانا کھا لیتا ہے۔ تو وہ الحمد للہ کہتا ہے۔ گویا الحمد للہ کہنا خدا تعالے کے احسان کا دوسری بار شکریہ ادا کرنا ہے۔ اگر کوئی انسان اس پر مداومت اختیار کرے۔ تو آپ ہی آپ اس کے دل میں خدا تعالے کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن افسوس کہ ہم ان راستوں کو اختیار نہیں کرتے

خدام الاحمدیہ

کو خاص طور پر ان باتوں کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ بچوں کو ابھی سے ان باتوں کی عادت ڈالی جائے۔ کسی زمانہ میں عیسائیوں میں رواج تھا کہ ہر خاندان میں کھانا کھانے سے پہلے گریس (grace) کرتے تھے جب خاندان کے تمام افراد کھانا کھانے لگتے تو ماں باپ دعائیہ فقرے کہتے۔ میرے دل میں کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ اگر گھر کا بڑا آدمی روزانہ اس طرح دعا کر لیا کرے۔ تو گھر کے تمام افراد کو آپ ہی آپ یہ خیال پیدا ہو جائے گا۔ کہ یہ کھانا ہمیں خدا نے دیا ہے۔ غرض جس طریق سے

ماں باپ کی محبت

پیدا ہوتی ہے۔ اسی طریق سے خدا تعالے کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ان ذرائع کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔ بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ لیکن ان کو اختیار کرنے سے انسان بڑے بڑے فوائد حاصل کر لیتا ہے مثل مشہور ہے کہ کسی شخص کا ایک بھتیجا تھا اس نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اگر تم ہمارے گھر آؤ۔ تو تمہیں اتنا بڑا لڈو کھلاؤں گا جس کے بنانے میں کئی ہزار لوگوں نے ہاتھ لگایا۔ وہ اپنے باپ کے پیچھے پڑا

کہ مجھے چچا کے ہاں بھیجو۔ اس کا خیال تھا کہ وہ لڈو عجیب قسم کا ہوگا جس کو کئی ہزار لوگوں نے مل کر بنایا ہوگا آخر وہ چچا کے پاس گیا۔ اس نے اسے حسب وعدہ ایک لڈو لا کر دیا۔ وہ عام لڈوؤں کی طرح معمولی قسم کا تھا جو اس لڑکے نے کئی دفعہ دیکھا تھا اور کھایا بھی تھا۔ اس نے کہا کیا یہ وہی لڈو ہے جس کے کھلانے کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ چچا نے کہا ہاں اور پھر اس نے بتانا شروع کیا کہ اس لڈو میں آٹا پڑا ہے استنے آدمیوں نے آٹا تیار کیا ہے۔ اور پھر آٹا گندم کا بنا ہے۔ جس کو استنے زمینداروں نے کاشت کیا ہے۔ پھر جب بیلوں نے ہل چلایا تھا ان کے پالنے والوں کو گنو۔ پھر جو لوگ لوہا لائے ان کو گنو۔ جو لکڑی لاتے ان کو گنو۔ پھر لوہا کانوں سے نکلتا ہے کانوں میں جن لوگوں نے کام کیا ان کو گنو۔ پھر وہ لوہا ریلوں اور گڈوں پر لایا گیا ان کے لانے والوں کو گنو۔ تو یہ ہزاروں آدمی بن جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس لڈو کے بنانے میں حصہ لیا۔

حقیقت یہ ہے

کہ بظاہر دنیا کی ایک ایک چیز ہمیں معمولی نظر آتی ہے لیکن جب غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بنانے میں ہزاروں لوگوں نے حصہ لیا ہے اور یہ دنیا کا ایک طلسم ہیں۔

غرض توجہ نہ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے ہزاروں مواقع ہم اپنے ہاتھوں سے کھو دیتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی نماز جنازہ میں شامل ہوتا ہے اسے ایک قیراط کا ثواب ہوتا ہے اور جنازہ ادا کرنے کے بعد میت کے ساتھ قبرستان تک جاتا ہے اور میت کے دفن ہونے تک وہیں رہتا ہے اسے دو قیراط کا ثواب ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے ایک دفعہ ایک صحابیؓ کسی جنازہ میں شامل ہوئے جب نماز جنازہ پڑھ چکے اور قبرستان کی طرف چلے تو ان کے ساتھی نے کہا اب واپس چلیں۔ ابو ہریرہؓ اور کام کریں انہوں نے جواب دیا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی نماز جنازہ میں شامل ہوتا ہے تو اسے

ایک قیراط کے برابر ثواب

ہوتا ہے۔ اور جو جنازہ کے بعد میت کے ساتھ قبرستان تک جاتا ہے اور میت کے دفن ہونے تک وہیں ٹھہرتا ہے اسے دو قیراط کے برابر ثواب ہوتا ہے اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان کے ساتھی نے کہا آپ اچھے دوست ہیں آپ نے پہلے یہ مسئلہ بتایا ہی نہیں۔ معلوم نہیں اب تک ہم نے کتنے قیراط ثواب ضائع کر دیا ہے۔ اب دیکھو بعض دفعہ ایک بات چھوٹی سی ہوتی ہے لیکن اس کے نتائج نہایت اہم ہوتے ہیں۔ دنیا میں جتنی اہم چیزیں ہوتی ہیں ان کے حصول کے ذرائع انسان کے قریب رکھے جاتے ہیں۔ ورنہ ان کا حصول انسان کیلئے مشکل ہو جاتا۔ لیکن لوگ ان ذرائع کو چھوڑ دیتے ہیں اور کسی دور کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے لوگ اس گر کو ڈھونڈتے رہتے ہیں جس سے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل ہو سکے اور وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی محبت انہی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے پیدا ہوتی ہے اور انہیں چھوڑ کر ہم اس کی محبت کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ امیر لوگ اور فقیر لوگ سے خدا تعالیٰ کی محبت کے گر پوچھتے پھرتے ہیں۔ بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا۔

شیعہ حضرات کی خدمت میں مخلصانہ مشورہ

حضرت امام حسینؓ کا ماتم اور صحابہ کرام کے خلاف تبرّہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی ربوہ)

گذشتہ دنوں میں محرم کے مہینہ کا پہلا عشرہ ختم ہوا جس کے آخری دن میں یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے میدان میں ایک مقدس قربانی ادا کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اور شیعہ حضرات ہر سال اس عشرہ کی یادگار مناتے ہوئے حضرت امام حسینؓ کے مناقب اور آپؓ کی شہادت کے دردناک واقعات سناتے ہیں۔ جہاں تک حضرت امام شہید کی شہادت اور اس کے مقدس مقصد کا تعلق ہے یہ بات اہل سنت والجماعت اور شیعہ حضرات میں مشترک ہے اور کسی شخص کو نہ کبھی اس سے انکار ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یقیناً یہ بہت بھاری غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسلام کے جمہوری نظام اور فلسفۂ خلافت کے بنیادی اصولوں کو ترک کر کے اپنی زندگی میں اپنے لڑکے یزید کو مسند امارت پر بٹھا دیا اور اس طرح اسلام میں ایک خطرناک بدعت کی بنیاد قائم کر دی۔ اور پھر یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی مقدس ہستی اور سبط رسول کی مظلومانہ شہادت کا رستہ کھولا۔ یہ سب کچھ درست اور ہمارے دلوں کی اسی طرح کی دردناک آواز ہے جس طرح کہ یہ بات شیعہ حضرات کے لئے انتہائی اندوہناک ہے۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید۔

مگر جو بات میں اس جگہ اپنے ہموطن بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس طرح ایک بزرگ اور حبیب خدا کی وفات کا سالانہ سوگ منانا اور ماتمی مجالس قائم کرنا اور چھاتیاں پیٹنا اور ذوالجناح اور تعزیوں کے جلوس نکالنا اور چاقوؤں اور چھریوں سے اپنے جسموں کو زخمی کرنا کہاں تک جائز اور درست ہے؟ اور کس قرآنی حکم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے کس ارشاد یا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کس طریق سے اس قسم کے خونی ماتم کا جواز ثابت ہوتا ہے؟ اور پھر یہ باتیں اسلام جیسے باوقار مذہب سے کیا مناسبت رکھتی ہیں؟ خدا جانتا ہے کہ میں یہ باتیں کسی قسم کے اعتراض یا طعن کے رنگ میں یا تلخی کے طریق پر نہیں کہہ رہا بلکہ خالص نیک نیتی کے ساتھ اپنے دوستوں کو اسلام کی ایک بھولی بسری تعلیم یاد دلانا چاہتا ہوں۔ آخر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تو اسی مبارک خاندان کے چشم و چراغ تھے اور پھر دونوں شہید بھی ہوئے۔ مگر مسلمانوں میں سے کون اس رنگ میں ان کا ماتم کرتا ہے؟ بلکہ حدیث میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت بھی آتی ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کے اہل خانہ زیادہ روئے اور زیادہ آہ و بکا کی اور بعض خواتین نے زبان سے بھی کچھ بے صبری کے کلمات کہے تو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی سے فرمایا کہ اگر یہ عورتیں اس طریق سے باز نہیں آتیں تو کوئی جا کر ان کے منہ میں مٹی بھر دے اور جب حضرت سرور کائنات کے اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا کہ

اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ
یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا
یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ
یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

"یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم محسوس کرتا ہے مگر ہم زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہیں لاتے جو ہمارے خدا کو ناراض کرنے والا ہو گو اے ابراہیم ہم تیرے فراق میں یقیناً بہت غمگین ہیں۔"

دیکھو۔ خدا کے لئے دیکھو کہ یہ اسوۂ رسول کتنا مبارک اور کتنا باوقار ہے اور اس قرآنی وعدے کے لئے کس قدر جاذب ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ

یعنی اللہ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

شیعہ حضرات! خدارا سوچیں اور غور کریں کہ جو ماتمی رنگ محرم کے ابتدائی عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے وہ اسلام کی صبر کی تعلیم سے جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے، کیا مناسبت رکھتا ہے؟ بے شک اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

اذکروا موتاکم بالخیر

"یعنی اپنے میں سے مرنے والوں کو نیکی اور خیر کے رنگ میں یاد کیا کرو۔"

لیکن اس کا مقصد مرنے والوں کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے زندہ لوگوں میں نیکی کی تحریک کرنا ہے نہ کہ بین ڈالنا اور جزع فزع کرنا اور چھاتیاں پیٹنا اور بے صبری کے کلمات سے قوم کے مقام صبر کو تباہ کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ صبر کو وہ عظیم الشان برقی طاقت حاصل ہے جس سے انسان کے دل و دماغ میں بے پناہ ہمت اور حوصلہ اور ضبط نفس اور فعالیت پیدا ہوتی ہے مگر بے صبری اور جزع فزع کے نتیجہ میں یہ ساری طاقت دھواں بن کر اڑ جاتی ہے۔

پس سوچو اور خدا کے لئے سوچو اور سمجھو اور یہ بھی غور کرو کہ اس قسم کے ماتم سے دوسری قوموں پر اسلام کے متعلق کیا اثر پڑتا ہوگا؟

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ خاکسار اپنے شیعہ بھائیوں کی خدمت میں تبرا بازی کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے جب کہ ہر شخص جانتا ہے شیعہ حضرات خاندان رسالت کے چند مقدس افراد یا ان کے بعض حاشیہ نشینوں کو چھوڑ کر باقی سارے صحابہ کرام کو نہ صرف برا سمجھتے ہیں بلکہ ان میں سے کئی لوگ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے میں گویا لذت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ سب بزرگ جن کے متعلق قرآن مجید نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا عظیم الشان سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ منافق اور دل میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور بدخواہ تھے۔ بڑے افسوس کہ ان دوستوں کا نظر تنگ لگ گیا اور آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی۔ جن لوگوں نے مقدس بانیٔ اسلام کے ارد گرد اور آگے پیچھے لڑتے ہوئے اپنا خون اسلام کی خدمت میں پانی کی طرح بہایا اور اپنی پیاری جانوں کی قربانی بھیڑ بکریوں کی طرح پیش کی ان کے متعلق ایسا خیال کرنا انتہا درجہ کا ظلم ہے۔ اور پھر غضب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی طرف سے یہ تبرا بازی سب سے زیادہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف کی جاتی ہے جن کے کارنامے تاریخ اسلام میں آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ میری اس بات میں کوئی اشارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے خلاف نہیں۔ وہ بھی اسی طرح ہماری آنکھوں کے تارے اور دل کے پیارے ہیں جس طرح کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ کرام ہیں۔ مگر کیا کیا جائے کہ مقدس اصحاب رسول کے متعلق اس قسم کا ناگوار طعن و تشنیع ہمارے دلوں کو تیر و نشتر کی طرح چیرتا ہے۔

پھر اے ہمارے عزیزو! اور پیارو! خدارا یہ بھی سوچو اور غور کرو کہ اگر اہل بیت کے چند گنتی کے نفوس کو چھوڑ کر باقی تمام صحابہ کرام کو نعوذ باللہ منافق اور غاصب سمجھا جائے تو پھر حضرت افضل الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا کیا حشر ہوتا ہے؟ دنیا مانتی ہے اور اسلام کے کٹر مخالف تک اس بات سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں میں سے کامیاب ترین نبی تھے۔ آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے فدائیوں اور جاں نثاروں کی ایسی بے مثال جماعت پیدا ہوئی جو لاکھوں دیندار اور متقی انسانوں پر مشتمل تھی جنہوں نے دین کی خاطر بے نظیر قربانیاں کیں اور حق کی خدمت میں اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہایا اور خدا تعالیٰ نے بھی آپ کی شب و روز کی عاشقانہ خدمت کو اسی طرح نوازا کہ دیکھتے ہی دیکھتے سارے ملک کی کایا پلٹ گئی اور عرب کا طویل و عریض ملک شرک کو چھوڑ کر توحید کے نعروں سے گونج اٹھا اور آپ کے مقدس ہاتھوں سے ایک ایسا بیج بویا گیا جس سے پیدا ہونے والے درخت نے چند سالوں میں گویا ساری معلوم دنیا کو اپنے سایہ میں لے لیا۔ ایسے کامیاب اور مظفر و منصور نبی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ نعوذ باللہ دو چار مخلص مومنوں کے سوا کوئی سچا مومن پیدا نہیں کر سکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی خطرناک ہتک ہے جس سے بڑھ کر کوئی ہتک تصور میں نہیں آ سکتی۔

اور پھر اگر غور کیا جائے تو اس عقیدہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی ہتک ہے کہ گویا آپ سچے اور برحق خلیفہ بلکہ رسول خدا کے وصی ہوتے ہوئے بھی اور پہلے نعوذ باللہ تین منافق اور غاصب خلیفوں سے مات کھاتے چلے گئے۔ اور اپنی عمر کے کسی حصہ میں بھی کامیابی کا منہ نہ دیکھا۔ کیا اس غلط عقیدہ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ نعوذ باللہ ایک کامیاب ترین نبی کے ناکام ترین خلیفہ تھے؟ دیکھو! درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے خدا کے واسطے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیریں پھلوں کو جن میں سے ایک حضرت علیؓ بھی ایک نہایت شیریں پھل تھے، جو لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے اپنی بے نظیر شیرینی سے تمام دوسرے نبیوں کی شیرینی کو بھلا دیا۔ انہیں اپنے منہ کے ایک کلمہ سے برباد نہ کرو۔ میں نے یہ باتیں بڑے درد اور سچی ہمدردی سے لکھی ہیں۔ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

گروا ویکم انکم اس سراسر خلاف تعلیم اسلام نامی پروگرام اور رسول پاک کے صحابہ کرام کے خلاف ناگوار اعتراضوں سے جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں زد پڑتی ہے کنارہ کشی اختیار کرلو کہ اس میں اسلام کی سربلندی اور اُمت کی سرخروئی ہے۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین - وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

نوٹ:- میں اپنے اہل سنت والجماعت بھائیوں سے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں جو رسوم قل اور چہلم وغیرہ کی رائج ہو گئی ہیں ان کا بھی کوئی جواز بلکہ کوئی نشان تک قرآن و حدیث میں نہیں ملتا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے مبارک زمانہ میں اس قسم کی رسوم رائج تھیں۔ پس سُنّی حضرات کو بھی ان رسوم کے ترک کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے تا اسلام پھر صاف سادہ اور دلکش صورت اختیار کرے جس میں کہ اُس نے ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں جنم لیا تھا اس کے متعلق انشاء اللہ حسب توفیق پھر کسی اور فرصت میں کسی قدر تفصیل سے لکھوں گا۔

اسلام کا ایک ادنیٰ خادم

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۲۷ رجولائی ۱۹۵۹ء

مطابق ۲۰ رمحرم ۱۳۷۹ھ

درخواستہائے دُعا

(۱) مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب فرزند مکرم حاجی محمد دین صاحب تہالوی درویش (حال) دہلی میں شدید بیمار ہیں اور کام سے معذور ہوتے جارہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کام کی زندگی عطا کرے اور خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔

(۲) مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی درویش ڈھاکہ میں زیر علاج ہیں ان کی حالت خراب ہوتی جارہی ہے۔ ان کی نیز ملک عزیز احمد صاحب (صحابی) خلف حضرت ملک نور الدین صاحب رض مرحوم (صحابی) جو عرصہ سے بیمار ہیں کی صحت کے لئے اور جلسہ سالانہ پر قادیان آنے کی توفیق پانے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

خاکسار

ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

(۳) خاکسار کی اہلیہ محترمہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اب بیماری میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے ایک طرف کا پھیپھڑہ بالکل ضائع ہو گیا ہے۔ دوسری طرف کے پھیپھڑے میں شکایت معلوم ہوتی ہے۔ احباب جماعت سے اُن کی صحت یابی کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار سید غلام احمد احمدی از سونگھڑہ

(۴) علاقہ جموں وکشمیر کے دورہ میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی ایک جگہ گھوڑے پر سے گر گئے اور بائیں بازو کی کہنی پر ضرب آئی۔ احباب جماعت سے جلد شفایابی کی درخواست دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۱۱ راگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے (ادارہ)

ربوہ ۴ راگست (بوقت ۹½ بجے صبح) گذشتہ دو دنوں کی رپورٹ سفر کی تیاری اور پھر کل کے سفر کی وجہ سے اخبار کو نہ بھجوائی جاسکی۔ مورخہ یکم و ۲ راگست حضور کو اعصابی بے چینی کی شکایت رہی۔ کچھ نسیان بھی رہا اور نیند بھی کم آتی رہی۔

کل صبح ساڑھے چھ بجے حضور مع خدام نخلہ سے روانہ ہو کر ساڑھے دس بجے ربوہ پہنچے۔ راستہ پہلے سفروں کی نسبت بہتر گذرا۔ یہاں آکر گرمی کے باعث حضور کو تکلیف رہی اور کچھ سفر کی کوفت کا بھی اثر تھا۔ رات نیند اچھی آگئی اس وقت تک ٹانگ میں نقرس کے درد کی تکلیف ہے۔

اس بیماری میں چار ماہ سے حضور قریباً تمام وقت بائیں کروٹ لیٹتے رہے ہیں اور باوجود ہماری طرف سے بار بار طبی مشورہ کے کہ ایک ہی کروٹ لیٹے رہنا اچھا نہیں حضور اسی کروٹ لیٹتے رہے ہیں اور فرماتے رہے ہیں کہ دوسری کروٹ لیٹنے سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ مگر اس طرح ایک ہی کروٹ لیٹنے سے کئی پیچیدگیاں مثلاً بیڈ سور وغیرہ کا احتمال ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل سے حضور کو تمام عوارض سے شفا عطا فرمائے اور مزید پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ربوہ ۵ راگست (بوقت ۹½ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی۔ البتہ ہلکی اعصابی بے چینی رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت طبیعت عام طور پر پُرسکون اور بہتر ہے۔

ربوہ ۶ راگست (بوقت پونے نو بجے صبح) کل حضور کی طبیعت پرسوں جیسی ہی رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت حضور کی طبیعت عام طور پر اچھی ہے۔

ربوہ ۷ راگست (بوقت ۹½ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی اعصابی بے چینی میں بھی تخفیف رہی رات نیند اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت عام طور پر اچھی ہے۔

ربوہ ۸ راگست (پونے دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی کی بہت تکلیف رہی ٹانگ میں درد کی بھی کچھ شکایت رہی رات نیند اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی آگئی اس وقت طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے اور بے چینی نہیں ہے۔

ربوہ ۹ راگست (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن کا اکثر حصہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی دوپہر کچھ بے چینی کی تکلیف ہوئی۔ رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت عام طور پر بہتر ہے (ضمیمہ الفضل ۵۹ء)

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

رپورٹ یوم تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

مرکز کی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ یادگیر نے یہ تجویز پاس کی کہ ہر مہینہ کی آخری اتوار کو یوم تبلیغ منایا جائے۔ اور اسی تجویز کے مطابق ۲۶ رجولائی ۵۹ء بروز اتوار "یوم تبلیغ" منایا گیا جس کی مختصر رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے۔

اتوار کے دن صبح دس بجے بعد نماز احباب کو ۴ گروپ میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) پہلے گروپ کو مقامی کارخانے بیڑی میں جو مزدور کام کرتے ہیں اُن میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا گیا۔

(۲) دوسرے گروپ کو یادگیر ریلوے اسٹیشن اور موٹر بس اسٹینڈ پر متعین کیا گیا۔ اس گروپ نے گاڑیوں اور بس موٹروں کے مسافروں میں اردو و انگریزی اور ہندی زبانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور بعض دوستوں کو زبانی بھی تبلیغ کی۔ ایک دوست نے اپنا پتہ بھی دیا۔ اور آئندہ لٹریچر بھیجے جانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا جس کے مطابق انشاء اللہ عمل کیا جائے گا

(۳) گروپ نمبر ۳ نے ایک مقامی بیڑی فیکٹری میں جاکر وہاں کے مزدور اور مالک کارخانہ کو تبلیغ کی اور دوسری جگہ پر فرداً فرداً تبلیغ بھی کی۔

(۴) چوتھے گروپ نے آبادی کے مختلف محلوں میں جاکر غیر احمدی احباب کے مکانوں پر اُن سے ملاقات کی اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ بعض دوستوں نے ختم نبوت اور حیات عیسیٰ ؑ سے متعلق سوالات کئے۔ مولوی نعیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے انہیں تسلی بخش جواب دیئے اور بعض نے جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنیکا وعدہ بھی فرمایا۔ اور بعض احباب کو اسی وقت لٹریچر بھی دیا گیا

اس طرح بفضلہ تعالےٰ پروگرام مذکورہ کے تحت آبادی کے مختلف حصوں میں تبلیغ کا کام سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اسکے بہتر نتائج پیدا فرمائے اور سعید روحوں کو صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں ہمارے فرائض کی ادائیگی میں ہماری تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ خاکسار نعمت اللہ غوری انور سیکرٹری تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر۔

ریاست جموں و کشمیر میں جماعت احمدیہ کے مرکزی وفد کا تربیتی دورہ

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قادیان

(۴)

قیام ماٹلو شوپیاں مورخہ ۲۵ رجولائی بعد دوپہر اراکین وفد "مانلو" پہنچ گئے۔ جو شوپیاں سے ۲½ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جہاں پر جماعت قائم ہے۔ اس کے صدر مکرم ماسٹر غلام محمد خاں صاحب ہیں۔ صدر جماعت کے مکان پر اراکین وفد کا قیام رہا۔ حسابات وغیرہ کو چیک کر کے سالِ رواں کا نیا بجٹ مرتب کیا گیا۔

بعد نماز عشاء جماعت کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں غیر احمدی احباب بھی شریک ہوئے۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض وغایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پیش کیا۔ اور احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے وقتی اور مالی اور جانی قربانیاں کریں اور اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ غیر احمدی حضرات بھی اس تقریر سے متاثر ہوئے اور احمدیت کے بارہ میں اُن کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔

۲۶ رجولائی کو رشتہ ناطہ کے بعض باہمی تنازعات کا تصفیہ کیا۔ الحمد للہ کہ اس فیصلہ کو فریقین نے بشرح صدر قبول کر لیا۔ شام کو اراکین وفد واپس شوپیاں آگئے۔ اور پھر شوپیاں کے نزدیک ایک گاؤں گاگرن میں رشتان محمد اسمٰعیل صاحب مخلص احمدی رات بسر کی۔ محمد اسمٰعیل صاحب قادیان میں کافی عرصہ رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اراکین وفد کو اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

روانگی برائے سندرباری حسب پروگرام اراکین وفد مورخہ ۲۷ رجولائی کی صبح کو شوپیاں سے بذریعہ بس براستہ اسلام آباد سندرباری کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ایک بجے بعد دوپہر وہاں پہنچ گئے۔ بس واندیو گام تک جاتی تھی۔ بس اسٹینڈ پر مکرم راجہ مظفر خاں صاحب صدر جماعت رہنمائی کے لئے موجود تھے۔ اُن کے ہمراہ سندرباری پہنچے جو واندیو گام سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چند سال قبل جہاں کچھ لوگ نئے احمدی ہوئے تھے۔ اس پر ایک طوفان مخالفت بپا ہوا۔ مکرم راجہ مظفر خاں صاحب جو ایک پرانے مخلص احمدی ہیں جن کی نیکی اور تقویٰ اور دیانتداری سے متاثر ہو کر احمدی ہوئے تھے اُن کا بائیکاٹ کیا گیا! ان کے مال تجارت کو مخالفین نے خرد برد کیا اور لین دین کے روپیہ کو ہڑپ کر گئے۔ اور کئی ہزار کا مالی نقصان پہنچایا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دور دراز علاقہ میں ایسی مخالفت میں بھی مکرم راجہ صاحب اور اُن کا خاندان احمدیت پر ثابت قدم رہا۔ اگرچہ بعض نئے احمدیوں نے مخالفت کی تاب نہ لا کر کمزوری دکھائی۔ اُن میں سے بعض آج بھی اپنے اس رویہ پر نادم ہیں۔ علماء کی فتنہ انگیزی کے باوجود جب مخالفت کا جوش ذرا تھما اور علاقہ کے سرپنچ کے انتخاب کی نوبت آئی۔ تو متفقہ طور پر مکرم راجہ مظفر خاں صاحب کو ہی منتخب کیا گیا۔ کیونکہ سب کو اُن کی دیانتداری اور نیکی پر اعتماد ہے۔

مکرم راجہ صاحب نے باوجود مالی پوزیشن کی کمزوری کے اخلاص کا نمونہ دکھلایا تحریک کرنے پر اپنا بجٹ بھی پہلے سے بڑھا کر لکھایا اور نہ صرف اپنا بلکہ افراد خاندان کا لکھایا چندہ بھی اُسی وقت ادا کر دیا۔

بعد نماز عشاء اُن کے مکان پر ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ نے تقریر فرمائی۔ "مذہب اور آزادیٔ رائے" کو قرآن مجید کی روشنی میں پیش کیا۔ پھر صداقت احمدیت پر مختلف دلائل دیتے ہوئے غیر احمدی احباب کو جو اس اجلاس میں شامل تھے۔ تحریک کی کہ وہ احمدیت کے لٹریچر کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے خدا سے دعا کریں۔ وہ ضرور اُن پر حق کو ظاہر کرے گا۔ اجلاس کے اختتام کے بعد مکرم راجہ صاحب نے اُن سب غیر احمدی احباب کو بھی کھانا کھلایا جو اس اجلاس میں شامل تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ راجہ صاحب کے مال و جان میں برکت دے اور اُن کے ذریعہ اس علاقہ میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو جائے۔

روانگی برائے اندورہ مورخہ ۲۸ رجولائی کی صبح کو اراکین وفد سندرباری سے اندورہ کے لئے براستہ "اچھابل" روانہ ہوئے۔ اچھابل تک بس میں آئے۔ اچھابل سے "وانگام" تک تانگا میں اور وانگام سے اندورہ تک پیدل۔ اس طرح شام کے قریب اندورہ پہنچ گئے اندورہ میں کافی عرصہ سے جماعت قائم ہے مگر عدم تربیت و نگرانی کی وجہ سے باقاعدہ تنظیم نہ تھی۔

قیام یاڑی پورہ کے دوران میں مکرم راجہ فضل الرحمٰن صاحب اور مکرم منشی رحمت اللہ صاحب چیک ایمرج نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ بھی اندورہ پہنچ کر اراکین وفد کے کام میں مدد دیں گے۔ چنانچہ ہر دو حضرات حسب وعدہ ہم سے قبل اندورہ پہنچ چکے تھے۔ اندورہ میں مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب کنگی مرحوم اڑیسہ کے علاقہ میں کافی عرصہ تبلیغ کرتے رہے ہیں اور جن کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر کافی لوگ احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ اڑیسہ میں وہ مولوی عبد الرحیم صاحب کشمیری کے نام سے مشہور ہیں) نے اپنے مکان کے متصل مسجد احمدیہ تعمیر کرائی۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ مخالفت کے باوجود جماعت نے یہاں ترقی کی۔ مگر مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد احباب جماعت کی تربیت و اصلاح کا کام جاری نہ رہ سکا۔ اب مکرم راجہ شیر محمد صاحب ابن راجہ محمد اکبر صاحب مکرم محبوب اللہ خاں صاحب کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ پھر جماعت کی تنظیم کو مضبوط کریں۔ اور اس علاقہ میں تبلیغ و تربیت کا کام شروع کریں۔ مسجد کی مرمت کر کے درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کیا جائے۔ احباب نے اپنی اصلاح اور تنظیم کی مضبوطی کا وعدہ کیا

بعد نماز عشاء مکرم راجہ شیر محمد صاحب کے مکان پر تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے تقریباً سوا گھنٹہ صداقت احمدیت پر تقریر کی۔ اور کلمہ طیبہ کا پُر حکمت فلسفہ بیان کیا۔ جس سے احباب متاثر ہوئے۔

بجٹ کے لحاظ سے اندورہ کے احباب یاڑی پورہ کی جماعت میں شامل ہیں اسلئے ان کا بجٹ سال رواں یاڑی پورہ کی جماعت کے بجٹ میں ہی مرتب کر کے مرکز میں بھجوا دیا گیا تھا۔

روانگی برائے ہاری پاری گام حسب پروگرام اراکین وفد ۲۹ رجولائی کی صبح کو "اندورہ" سے ہاری پاری گام کے لئے براستہ اسلام آباد روانہ ہوئے۔ اور قریباً ۵ بجے شام ہاری پاری گام پہنچ گئے۔ اس جماعت میں مکرم مولوی محمد ایوب صاحب دیہاتی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ صدر جماعت خواجہ غلام محمد صاحب راتھر کے مکان پر قیام رہا۔ سال رواں کا بجٹ مرتب کیا گیا۔ اور نئے عہدیداران کے انتخاب کے بارہ میں نظارت علیا میں رپورٹ ارسال کی گئی۔

مورخہ ۳۰ رجولائی کی شب کو مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں خاکسار اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کی تقریر کا کشمیری زبان میں ترجمہ مولوی عبد الرحیم صاحب کشمیری سابق مبلغ نے کیا۔

آمد سرینگر مورخہ ۳۱ رجولائی کی صبح کو اراکین جماعت ہاری پاری گام سے سرینگر کے لئے روانہ ہوئے اور نو بجے صبح سرینگر پہنچ گئے۔ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب سابق مبلغ اس دورہ میں اکثر جماعتوں میں وفد کے ہمراہ رہے اور وفد کے کاموں میں کافی مدد دی۔ وہ ہاری پاری گام سے واپس اپنے گاؤں کو روانہ ہو گئے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ سرینگر میں مکرم حکیم محمد یعقوب صاحب مبلغ شوپیاں سے وفد کی رہنمائی کے لئے تشریف لے آئے تھے۔

نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے پڑھا اور احباب کو یقین محکم تنظیم کی مضبوطی۔ اتحاد و اور مالی اور جانی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ تا کہ تبلیغی و تربیتی لحاظ سے سرینگر میں بطور ایک مرکزی مقام جماعت ترقی کرے۔ مرکزی جماعت کی حسنِ نیت اور اچھے عملی نمونہ کا اثر اضلاع دیہاتی پر (باقی)

حجر اسود کی تقبیل

بعض مخالفین اسلام کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مسلمان خانہ کعبہ کے طواف کے موقعہ پر حجر اسود کو جو ایک پتھر ہے بوسہ دیتے ہیں۔ گویا وہ اس طرح بُت پرستی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس غلط اعتراض کا اہلِ اسلام کی طرف سے بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ کہ کسی چیز کا احترام یا محبت کے اظہار کے لئے چومنا یا بوسہ دینا اس کی پرستش اور عبادت نہیں۔ روزانہ ہم دیکھتے ہیں کہ والدین اپنے بچوں کو چوم کر ان سے پیار کا اظہار کرتے ہیں۔ خاوند اپنی بیوی کا بوسہ لے کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ بہت سے ممالک اور اقوام میں معزز مہمان کا بوسہ لے کر اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ افغانستان میں یہ رواج بہت عام ہے۔ بلکہ شاہ افغانستان بھی اپنے معزز مہمانوں کی گردن یا پیشانی کا بوسہ لے کر مہمان کے احترام کا اظہار کرتے ہیں جہاں تک عیسائی مذہب کا سوال ہے۔ رومن کیتھولک عیسائی جب جناب پوپ کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو ان کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کا بوسہ لیتے ہیں۔ پادری صاحبان اکثر بائبل کو چومتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور وہ اپنی خاص عبادت کے موقعہ پر مخصوص کپڑے کا بوسہ لیتے ہیں۔ اور یہ مذہبی رسومات درست سمجھی جاتی ہیں۔ اور اس طرح بوسہ لینے کو کوئی شخص بھی عبادت قرار نہیں دیتا۔ لیکن افسوس ہے کہ اسلام جس نے دنیا کو خالص توحید کا سبق دیا ہے۔ اور خدائے واحد و یگانہ کا نام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا اور بلند کیا ہے۔ اسکے خلاف تعصب اور دشمنی کی وجہ سے ایسا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے معترضین کی آنکھیں کھولے اور انکو نور ایمان سے منور کرے۔ آمین

خاکسار برکات احمد راجیکی قادیان

امریکہ میں ایک نئے روحانی انقلاب کے آثار

حالات کی غیر معمولی تبدیلی اس امر پر گواہ ہے کہ وہاں احمدیت کے لئے نہایت شاندار مستقبل مقدر ہے

"امریکہ اور اسلام" کے موضوع پر مبلغ امریکہ ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر کا ایمان افروز لیکچر

(۲)

امریکہ میں احمدیہ مشن کے مبلغ انچارج مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی امریکہ میں کم و بیش چودہ سال کامیابی کے ساتھ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد مورخہ ۱۰ر جولائی کو ربوہ واپس تشریف لائے۔ آپ پہلی مرتبہ ۱۹۴۵ء میں قادیان سے عازم امریکہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ بعض کاموں کے سلسلہ میں مختصر قیام کے لئے تین مرتبہ پاکستان وارد ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء دوسری مرتبہ ۱۹۵۲ء میں جب آپ "ورلڈ ریلیجنز کانگرس" میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کے لئے امریکہ سے جاپان تشریف لے گئے۔ تو واپسی پر قادیان اور ربوہ بھی تشریف لائے۔ اسی طرح ۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بغرضِ علاج یورپ تشریف لے گئے۔ اور حضور نے لندن میں مبلغین اسلام کی کانفرنس طلب فرمائی۔ تو اس میں شرکت کی غرض سے آپ امریکہ سے لندن آئے۔ بعد ازاں وہاں سے آپ ربوہ بھی آئے۔ لیکن ہر بار آپ مختصر قیام کے بعد امریکہ تشریف لے جاتے رہے۔ اس طرح امریکہ میں آپ کو کم و بیش چودہ سال فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کا موقع ملا۔ اسی دوران میں آپ نے وہاں مسلم سن رائز کی ادارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ متعدد یونیورسٹیوں اور متعدد ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کامیاب لیکچر دیئے اور عمدہ لٹریچر پیدا کیا۔

ذیل میں آپ ہی کے ایک لیکچر کا خلاصہ اخبار الفضل سے قارئین بدر کے لئے نقل کیا جاتا ہے:-

اُن نئی کتابوں کے ضمن میں جو آجکل اسلام پر امریکی مستشرقین کی طرف سے لکھی جا رہی ہیں۔ اور جن میں صراحت کے ساتھ اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ آج تک مغربی ممالک میں اسلام کے ساتھ سخت ناانصافی ہوتی رہی ہے۔ آپ نے

کی کتاب "ماڈرن ورلڈ" پروفیسر کینٹول سمتھ کی کتاب "اسلام ان ماڈرن ہسٹری" اور کینتھ کریگ کی کتاب "دی کال آف دی مناریٹ" اور متعدد دیگر کتب کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ یہ ایک زبردست انقلاب ہے کہ وہی سرزمین جہاں دن رات اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا تھا اب وہاں خود وہیں کے لوگوں کی طرف سے ایسی کتابیں شائع ہو رہی ہیں جن میں اسلام کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کیا جاتا ہے۔ آپ نے بتایا مسٹر ایڈورن کیلوے نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ پانچ سو سال سے اسلام کے ساتھ ناانصافی ہوتی چلی آ رہی ہے اس ناانصافی کے ہم خود ذمہ دار ہیں اور اب یہ ہمارا ہی فرض ہے کہ ہم اس کی تلافی کریں۔

آپ نے مزید بتایا کہ اب وہاں نہ صرف یونیورسٹیوں میں اسلام کے متعلق وسیع چلنے پر ریسرچ ہو رہی ہے بلکہ بعض یونیورسٹیوں میں باقاعدہ اسلامیات کے شعبے بھی قائم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح گاہے گاہے وہاں ایسی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں جن میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کر کے زندگی کے اہم مسائل پر مختلف مذاہب کی پیش کردہ تعلیموں کی روشنی میں تقاریر کرائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کانفرنسوں میں اسلام کو باقاعدہ نمائندگی دی جاتی ہے اور ہمارے نمائندے ان میں شریک ہو کر اسلام کی بےمثل و لازوال تعلیم کو پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کانفرنسوں میں محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے بھی خاص دعوت پر شرکت فرمائی ہے۔ اور اسلام پر بعض معرکۃ الآراء لیکچر دیئے ہیں۔ الغرض اسلام کو سمجھنے اور جس رنگ میں بھی ممکن ہو اس سے فائدہ اُٹھانے کی وہاں ایک رَو پیدا ہو چکی ہے جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وہاں اسلام کا مستقبل بہت روشن ہے۔

جماعت احمدیہ کا اثر و نفوذ

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا۔ امریکہ میں گذشتہ چالیس سال کے اندر اندر خدا تعالیٰ کے مخفی تصرفات کے تحت اسلام کے حق میں جو فضاء پیدا ہوئی ہے اس کے ضمن میں اب میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتا ہوں۔ کیونکہ خدائی مشیت کے ماتحت یہ انقلاب وہاں اس وقت سے ہی آنا شروع ہوا ہے کہ جب پہلی جنگ عظیم کے بعد احمدی مبلغین نے وہاں جا کر تبلیغ اسلام کے کام کا آغاز کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے۔ ہمارے وسائل بے انتہا محدود ہیں اور اسی نسبت سے ہماری مساعی بھی محدود ہی ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری جماعت کی حقیر لیکن مخلصانہ کوششوں کو کامیابی سے نوازا ہے۔ اور اپنے مخفی تصرفات کو بروئے کار لا کر اس کے شاندار نتائج ظاہر فرمائے ہیں۔ جماعت کے اثر و نفوذ کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں اسلام پر ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوتی جس میں جماعت احمدیہ اور اس کی تبلیغی مساعی کا ذکر نہ ہو بلکہ وہاں کے نامور مستشرق چارلس بریڈن نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ یوں تو امریکہ میں تیس سے اسی ہزار کے قریب مسلمان موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے اسلام کی تبلیغ کا کام صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔

اسی طرح بعض محققین اور دیگر اہل علم حضرات اسلام پر جب کوئی نئی کتاب لکھتے ہیں۔ تو وہ ہمارے مشن سے اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے مسودوں پر نظر ثانی کر کے انہیں بتایا جائے کہ آیا انہوں نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ چنانچہ کئی ایک کتابوں کے مسودات پر ان کی اشاعت سے قبل ہمارے مشن نے نظر ثانی کی اور بعض غلطیوں کی اصلاح کرائی۔ اسی طرح وہاں کے بعض مصنفین احمدی مبلغین سے اس خواہش کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہم ان کی علمی کتابوں کے دیباچے وہ لکھ کر دیں۔ چنانچہ اب تک ہمارے مشن کی طرف سے چار کتابوں کے دیباچے لکھ کر دیئے جا چکے ہیں۔

جماعت کی طرف سے شائع کردہ اسلامی لٹریچر

آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا قائم کردہ تبلیغی مشن امریکہ بھر میں واحد ادارہ ہے جو صحیح معنوں میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ منظم طور پر ادا کر رہا ہے اور اسی طرح مشن کی طرف سے جاری شدہ "مسلم سن رائز" ہی رسالہ واحد اسلامی مجلہ ہے۔ جو امریکہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ امریکہ کے اہل علم طبقہ تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح وہاں جماعت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کا انگریزی ترجمہ طباعت و تجلید کے امریکی معیار کے مطابق شائع ہو چکا ہے۔ اور اہل علم طبقہ میں ان کی وسیع اشاعت کے علاوہ سینکڑوں لائبریریوں میں ان کے نسخے پہنچائے جا چکے ہیں تاکہ حق کے متلاشی ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ جماعت کی طرف سے قرآن مجید کا جو انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ امریکہ میں اس کی بھی وسیع پیمانے پر اشاعت کی گئی ہے اس ترجمہ کے متعلق مشن ہاؤس میں بکثرت تعریفی خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں۔ جو اس امر کا ثبوت ہیں کہ ہمارا انگریزی ترجمۃ القرآن اس ملک میں اشاعت اسلام کے نقطۂ نگاہ سے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح مشن کی طرف سے متعدد کتب اور رسالے شائع کئے گئے ہیں۔ انہی میں اطالوی مستشرقین خاتون مس ویگلی ایری کی مشہور کتاب "انٹرپریٹیشن آف اسلام" کا انگریزی ترجمہ بھی شامل ہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کا اخلاص

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے امریکہ میں جماعت کی روز افزوں ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا اگرچہ ابھی وہاں ہماری جماعت کی تعداد تھوڑی ہے۔ اور نہ صرف تھوڑی ہے بلکہ ہمارے ممبران غریب بھی ہیں۔ اس کے باوجود اب تک وہاں چار شہروں میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ امریکہ کے چودہ شہروں میں باقاعدہ ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ اور وہاں جماعت کے لازمی چندوں کا سالانہ بجٹ پچیس ہزار روپیہ ہے۔ نومسلم احباب نہ صرف نمازیں باقاعدہ پڑھتے ہیں بلکہ ان میں ایسے بھی ہیں جو تہجد گذار ہیں اور فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے وہاں کے بعض نومسلم احباب کے ایمان و اخلاص اور فدائیت کے بعض ایمان افروز واقعات بھی سنائے

تبلیغ اسلام کی راہ میں بعض مشکلات

آخر میں آپ نے تبلیغ اسلام کی راہ میں بعض مشکلات کا بھی ذکر کیا اور اس ضمن میں فی زمانہ اسلامی نظام کا کوئی کامل نمونہ موجود نہ ہونے صداقت کے پیش بہا بنیادی ذخیرہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زمانے کی ضرورت کے مطابق ریسرچ کی پوری سہولتوں کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے اور مالی وسائل کی کمی پر روشنی ڈالی۔ آپ نے امریکہ میں نسلی امتیاز کی شدت اور کالے اور گورے میں باہمی مخاصمت کو بھی تبلیغ اسلام کی راہ میں روک قرار دیا۔ تاہم آپ نے فرمایا۔ اس اشاعت اسلام کی راہ میں متعدد مشکلات کے باوجود خدا تعالیٰ کے مخفی تصرفات اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں اہل امریکہ اسلام کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال اس امر پر گواہ ہے کہ مغرب میں غلبہ اسلام سے متعلق خدائی تقدیر نافذ ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہاں اسلام اور احمدیت کے لئے ایک شاندار مستقبل مقدر کر دیا ہے۔ وہ دن دور نہیں ہے کہ جب بالآخر امریکہ میں بھی اسلام کا جھنڈا بلند ہوگا۔ اور وہاں ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔

ہندو مسلم اتحاد

بقیہ صفحہ نمبر ۲

عبدالکریم شہرستانی نے ہندوستان کے بعض مکاتب خیال کا ذکر کیا ہے اور ہر "مدرسۂ فکر" کی نہایت صحیح تعریف کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مسلمان مصنفوں نے ہندوستانی علم و ادب۔ تہذیب و تمدن اور "ادب و اخلاق" کا بڑا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اس سے ہندوستان اور "ہندو قوم" کے ساتھ ان کی دوستی و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

لفظ ہند بھارت کے قدیم لٹریچر میں ہندوستان کو "بھارت" یا آریہ ورت کہا گیا ہے کہیں لفظ ہند استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن جب ہم آٹھویں صدی عیسوی سے قبل کے غیر ملکی ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو قدیم فارسی اوستا بائبل اور عربی شاعری میں جا بجا "بھارت" کے لئے "ہند" کا لفظ دیکھتے ہیں۔ احادیث میں بھی اس ملک کو "ہند" ہی کہا گیا ہے۔ چین کے مشہور سیاح ہیون چوانگ "جو ساتویں صدی عیسوی میں بھارت آیا تھا۔ اس نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ وسط ایشیا کے تمام قبائل بھارت کو "ہند" کہتے ہیں۔

ان شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عہد قدیم سے بیرون ممالک میں یہ ملک "ہند" کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن بھارت کے ہندی ادب میں آٹھویں صدی سے پہلے کہیں یہ لفظ نہیں ملتا۔ بھارت کے لئے لفظ ہند "بھارتی ادب" میں سب سے پہلے آٹھویں صدی عیسوی میں استعمال کیا گیا۔ (تلاش ہند)

وجہ تسمیہ ہند کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ لفظ "ہند" اصل میں "سندھ" ہے۔ جب ایران اور مشرق وسطےٰ کی ۔۔۔ قوموں کا بھارت سے تعلق قائم ہوا۔ تو اس وقت وہ لوگ "سندھ" ہی کے راستہ سے اس ملک میں داخل ہوا کرتے تھے۔ سندھ بھارت کا دروازہ تھا۔ اس مناسبت سے لوگوں نے بھارت کو "سندھ" کہنا شروع کیا پھر یہی سندھ رفتہ رفتہ ہند بن گیا۔ ہندی کے بہت سے الفاظ کی س قدیم فارسی میں کا سے بدل جاتی ہے۔ جیسے "ماس" سے "ماہ" اور "سپتہ" سے "ہفتہ" بن گیا۔ اسی قاعدہ کے ماتحت رفتہ رفتہ "سندھ" کی س بھی کا سے بدل گئی۔ اور یہ ملک ایران و عرب میں "ہند" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ پھر اس ہند سے ہندو بنا۔ جا دِ سنسکرت میں نسبت کے لئے آتی ہے۔ جس طرح ی عربی و فارسی میں۔ مگر اس کا اطلاق کبھی مخدہ "قومیت" پر نہ ہو سکا۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے مسلمان اور عیسائی بھی "ہندو" کہلا سکتے تھے۔

شمشیر ہندی پھر عربی شعراء کا عام دستور تھا کہ وہ میدان جنگ میں ہندوستان کی بنی ہوئی تلواروں اور نیزوں کا بڑے فخر سے ذکر کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی اس کو "مہند" کہتے تھے۔

متنبی کا شعر ہے

الفاتکین البطال بالمهند
ذی النجم الغرالبوادا لغوما

اس شعر میں اس نے تلوار کو "مہند" کہا ہے یعنی عربوں میں ہندی تلوار اتنی مشہور ہے کہ اشعار میں "مہند" یعنی ہند کی بنی ہوئی کہہ دینا کافی تھا۔

ایک شعر میں متنبی تلوار کو "مہند" کہنے کی بجائے "ہندوانی" کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

وکنت له لبث العرين لشبله
ومالك الا الهندوانی مخلب

اسی طرح ایک عربی شاعرہ "ربطہ بنت عاصم" کا شعر ہے۔

غداة کسيون الهند وراد حومة
من الموت اعيا وردهن المصادر
(حماسہ)

ایک اور شاعرہ اپنے اموال وراثت کا ذکر کرتی ہوئی کہتی ہے

مثنی ودرتنادريس مفاضة
وابیض هندیا طویلا حمائله
(حماسہ)

یعنی ہم کو اموال وراثت میں صرف زرہ اور ہندی تلوار ملی۔

ہندی نیزہ ایک اور شعر ہے اس میں شاعر اپنے نیزے کی تعریف کرتا ہے

کلانا ینادی یا نزاد دینتا
قنا من قنا الخطی او من الهند

اس میں شاعر کہتا ہے کہ ہم دونوں میدان جنگ میں ایک دوسرے کو لڑائی کے لئے للکارتے تھے۔ اور ہمارے ہاتھوں میں خطی نیزے تھے یا "ہندی نیزے"

ابو زکریا یحییٰ علی تبریزی "شارح حماسہ" نے شعر کی شرح میں لکھا ہے کہ نیزے صرف ہندوستان ہی میں ہوتے ہیں یہ ہندوستان سے یہ "خطا" جایا کرتے تھے۔ اور "خط" سے عرب اس لئے کبھی نیزے کو "خطی" بھی کہتے تھے۔ ورنہ اصل میں نیزے "ہندی" ہی ہوا کرتے تھے۔

ان تمام اشعار میں جو لفظ "ہند" استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں اس کے حسن عظمت کے ساتھ "ہندوستانی مصنوعات" کی خوبی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ہندو مسلم خوشگوار تعلقات

عربوں کے دل میں ہندوستان کی جو عظمت و محبت تھی۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب عربی مسلمان تاجروں، سیاحوں اور مبلغوں کی صورت میں ہندوستان آئے۔ تو ہندو راجہ و پرجا دونوں نے ان کا استقبال کیا۔ اور جب انہوں نے جنوبی ہند میں اپنی مسجدیں اور درسگاہیں تعمیر کیں تب بھی ان کا ہندوؤں سے کوئی تصادم نہیں ہوا۔

سلطان محمود غزنوی کی آمد سے پہلے تین سو سال تک مسلمان اس ملک میں پھیلتے پھولتے رہے۔ لاکھوں مسلمان سندھ۔ گجرات اور جنوبی ہند میں آباد ہو چکے تھے۔ انہوں نے ہندوستانی شہریت اختیار کر لی تھی۔ یہ یہاں کے بازاروں میں تجارت کرتے۔ راج درباروں میں شریک ہوتے اور راجہ کی طرف سے فوجی مہمات پر جاتے۔ دونوں ایک دوسرے کو پریم و محبت سے دیکھتے تھے۔ اس عہد میں اور پھر اس کے بعد بھی دونوں اسی طرح اتحاد و اتفاق کی زندگی بسر کرتے رہے۔"

پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:-

"اب تک (یعنی محمود غزنوی سے پہلے) تقریباً تین سو برس اسلام مذہب کی حیثیت سے پُر امن طریقہ پر پھیلا تھا اور اس نے ہندوستان کے مذاہب میں بغیر کسی اختلاف اور تصادم کے اپنے لئے جگہ حاصل کر لی تھی"۔

(تلاش ہند محمود غزنوی اور افغان)

پھر وہ "افغان و مغل ہند" دور کے "ہندو مسلم اتحاد" کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں کہ

"ہندو مسلم دونوں صلح و امن کے ساتھ مل جل کر ایک قوم کی طرح رہتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے تہواروں اور خوشیوں میں شریک ہوتے تھے۔ ایک زبان بولتے تھے۔ کم و بیش ایک طریقہ پر رہتے تھے۔ اور سب کے اقتصادی مسائل بھی یکساں تھے۔ "پولو" ان کا پسندیدہ کھیل تھا اور ہاتھیوں کی لڑائی کا ان سب کو شوق ہوتا تھا۔"

(تلاش ہند مشترکہ تہذیب کی نشوونما)

انگریزوں کی آمد سے پیشتر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جیسا اتحاد تھا۔ اس کے متعلق مہاتما گاندھی جی لکھتے ہیں کہ:-

"کسی بات سے بھی یہ گمان صحیح ثابت نہیں ہوتا کہ برطانوی حکومت سے پہلے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے"

(مذہب و دھرم بحوالہ ینگ انڈیا ۲۶ فروری ۱۹۲۵ء)

اسلام ہندوستانی غیر مسلم اکابر کی نظر میں

اس کتاب کا موضوع ہے "یعنی ہندو مسلم اتحاد" اس کا تقاضا ہے کہ ہم اسلام کے متعلق "اکابر ہند" کے چند اقوال بھی نقل کر دوں۔ تا اسلامی تمدن کا پس منظر معلوم ہو سکے۔

یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلامی تعلیمات کا اصل ماخذ "قرآن مجید" اور "سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ لیکن جن لوگوں نے براہ راست قرآنی ماخذ کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ وہ ان لوگوں کے نیک تاثرات سے ناآشنا رہتے ہیں۔ جنہوں نے قرآنی تعلیمات اور سیرت محمدی پر تدبر کیا ہے۔ ایسے ہندوستانی غیر مسلم اکابر کی فہرست میں ہم کو بہت سے نام نظر آتے ہیں مثلاً مہاتما گاندھی جی۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد وزیر اعظم ہند۔ جواہر لال نہرو وغیرہ۔

یہ تو ظاہر ہے کہ اسلام ایک مستقل تمدن اور مکمل "ضابطہ حیات" ہے۔ اس کی تمام تفصیلات کا ذکر ذرا دشوار ہے۔ لیکن ہر مذہب و دھرم" کی طرح اسلامی تعلیمات کے بھی چند ایسے باب ہیں جن کا مسلمانوں کا تمدن و معاشرت پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اور وہ قوانین کچھ ایسے ہیں کہ اس دور میں بھی جب اسلامی تمدن دوسرے تمدن سے متاثر ہو رہا ہے۔ ان کی صاف جھلک نظر آتی ہے مثلاً توحید۔ عدم تشدد (اہنسا) اور مساوات۔

اسلامی تہذیب و تمدن کی تعمیر میں ان قوانین کا بڑا دخل ہے۔ غیر مسلم اکابر نے بھی جب اسلام کا مطالعہ کیا تو وہ اسلام کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوئے۔

توحید چنانچہ مہاتما گاندھی جی جنہوں نے قرآن پاک کا بڑا گہرا مطالعہ کیا۔ ہے وہ فرماتے ہیں:

"خدا کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کے سوا کچھ موجود نہیں اور یہی حقیقت تم اسلام کے "کلمہ" میں دیکھتے ہو جس پر زور دیا گیا ہے"

(مذہب و دھرم صلا بحوالہ ینگ انڈیا ۲۱ دسمبر ۱۹۲۱ء)

عدم تشدد "میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں نے ایک بے غرض طالب علم کی طرح پیغمبر اسلام کی زندگی اور قرآن کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن کی تعلیمات کے اصل اجزا عدم تشدد (اہنسا) کے موافق ہیں۔

(مذہب و دھرم صلا بحوالہ ہندو سوراجیہ)

لا اکراہ فی الدین "مہینہ بیشتر مہاتما۔" لفظوں میں کہتا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" "مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ پیغمبر کی تمام زندگی جبر، تبدیل مذہب و تخریب کی اسلام حامی نہیں رہیگا اگر وہ پیغمبر کی تقلید کرے تو ۔۔۔ پر انحصار کرے۔ ۔۔۔۔

(مذہب و دھرم صلا بحوالہ ینگ ۔۔۔ از بابو مولانا ۔۔۔)

منقولات

عیسائی مشنریوں کا مقابلہ

آریہ سماج کو شکایت ہے کہ عیسائی مشنری ہندوستان میں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور پسماندہ طبقوں کو عیسائی بناتے ہیں۔ مگر یہ جرم تو ایسا نہیں ہے جس کی شکایت کی جائے اور اسے ہندو دھرم پر "حملہ" قرار دیا جائے۔ ہندوستان کے آئین نے ہر مذہب کو اپنے خیالات اور عقائد پھیلانے کی اجازت دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا طریقہ چھوڑ کر عیسائی یا مسلمان ہونا چاہے تو قانون اس میں بھی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ بشرطیکہ تبدیلی مذہب کے لئے ناجائز حربوں سے کام نہ لیا گیا ہو۔ مثلاً ناجائز دباؤ، زبردستی اور طاقت کا استعمال۔ لیکن ہندوستان کے آریہ سماجی عیسائی مشنریوں کی تبلیغی جدوجہد پر بہت بگڑ رہے ہیں اور مقابلہ کے لئے متحدہ محاذ بنا رہے ہیں، دو تین روز ہوئے دہلی میں آل انڈیا آریہ پرتی ندھی سبھا، شردھانند ٹرسٹ، آل انڈیا ہندو شدھی سبھا اور آریہ دھرم سنگھ کے ممبروں کی ایک میٹنگ ہوئی اور یہ طے ہوا کہ ان سب کو عیسائی مشنریوں کے "حملہ" کی روک تھام کے لئے ایک متحدہ محاذ بنانا چاہیئے۔

چونکہ مذہبی تبلیغ کا سوال ایک اصولی سوال ہے اس لئے ہم بھی اس سلسلہ میں اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ہمیں عیسائی مشنریوں کی جدوجہد سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم نے خود ہمیشہ عیسائیوں سے ٹکر لی ہے اور آج بھی افریقہ میں اگر کوئی زبردست مقابلہ ہے تو وہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان ہے۔ اسلام کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ اسلام کا دائرہ وسیع ہو اور اس کے پیغام سے دنیا کا کوئی خطہ محروم نہ رہے آریہ سماج تو صرف ہندوستان کے اندر ہی محدود ہے مگر اسلام اور عیسائیت کا دائرہ اثر ساری دنیا پر محیط ہے۔ اور جب اسلام عیسائیت سے اور عیسائیت اسلام سے ٹکر لیتی ہے تو اگر موقع ملے تو ہندوستان میں بھی اسلام، عیسائیت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر ہم جس اصول کی حمایت کرنا چاہتے ہیں وہ مذہبی خیالات اور مذہبی تبلیغ کی آزادی ہے، اگر ہم اپنے لئے تبلیغ کی آزادی چاہتے ہیں تو دوسروں کو بھی یہ حق ملنا چاہیئے۔ تاکہ مذہبی خیالات کی اشاعت بند نہ ہو۔ اور ضمیر کی آزادی پر کوئی قدغن نہ لگ سکے۔

اگر آریہ سماج، عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کی سیدھی راہ یہ ہے کہ وہ پسماندہ طبقوں کو ہندو دھرم کی طرف مطمئن کرے، اور انہیں دلائل اور واقعات کی رو سے باور کرائے کہ عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ہندو دھرم بہتر ہے۔ اور تمام خرابیوں سے پاک ہے جو دوسرے مذاہب میں موجود ہیں اور اس کی عملی شکل یہ ہو کہ ہندو سوسائیٹی میں پسماندہ طبقوں کو اونچی جگہ دی جائے انہیں معاشرتی اور سماجی مساوات سے نوازا جائے۔ ان کے ساتھ چھوت چھات بند کی جائے اور ذلت کی وہ تمام راہیں بند کی جائیں جو ہزاروں سال سے ان پر کھلی ہوئی ہیں۔ اگر آریہ سماج پسماندہ طبقوں کو عملاً اونچا نہیں اٹھا سکتا تو عیسائی مشنریوں سے اس کا مقابلہ بیکار ہوگا اور وہ انہیں مذہب تبدیل کرنے سے کبھی نہ روک سکے گا۔ آریہ سماج نے اسلام سے متاثر ہو کر اپنا چولا تو ضرور بدلا ہے مگر وہ اسلام کی مساوات کو اپنانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی ہندوستان میں مسلمانوں کے سب سے بڑے لیڈر وہی لوگ ہوئے جو نومسلم تھے یا جن کے والدین نے اسلام کیا تھا۔ مسلمانوں کا مزاج ہی اس قسم کا ہے کہ وہ نومسلموں کو قدیم مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ جذب کرتے ہیں اور انہیں سب سے آگے رکھتے ہیں۔ لیکن آریہ سماج نے آج تک ہندو سوسائیٹی کی یہ کمزوری دور نہیں کی کہ وہ ہریجنوں اور پسماندہ طبقوں کو پیشوائی کا نہ سہی برابری کا درجہ دے اور ان کی پسماندگی کو اس حد تک دور کر دے کہ انہیں اپنی درماندگی، ذلت اور کمتری کا احساس ہی باقی نہ رہے۔ مگر آریہ سماج یہ صورت حال پیدا نہ کر سکا اور اب وہ چلا ہے۔ عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کرنے، آخر مقابلہ کی شکل کیا ہوگی؟ وہی دھینگا مشتی، زبردستی اور اکثریت کا گھمنڈ یا ٹھوس بنیادوں پر پسماندہ طبقوں کو اونچا اٹھانے اور ان کے معاشرتی، معاشی اور مذہبی حقوق کو بحال کرنے کے لئے کوئی اقدام؟

جہاں تک پسماندہ طبقوں میں مذہبی بیداری اور ہندو دھرم سے لگاؤ کا تعلق ہے۔ وہ اس بالکل صفر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو دھرم آج بھی آزادی پر بارہ سال گذرنے کے بعد انہوں کے لئے ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ اس آہنی پردہ کو ہٹانے کے لئے ضروری تھا کہ چاروں ویدوں کا ترجمہ ہندوستان کی بڑی اور مستند زبانوں میں کیا جاتا اور اس کی ایڈیشن اور پرایوں میں اشاعت کی جاتی۔ میکس مولر اور گرفتھ نے ویدوں کے انگریزی ترجمے کئے لیکن انہیں خود آریہ سماج کے بانی نے رد کر دیا۔ خود ترجمہ کرتے نہیں، دوسروں کا ترجمہ مانتے نہیں، پھر ہریجنوں کو کس طرح معلوم ہو کہ ہندو دھرم کیا ہے اور انہیں اپنا مذہب بدل کر دوسرا مذہب کیوں نہ قبول نہ کرنا چاہیئے؟ اس کے خلاف عیسائیوں کی مذہبی کتاب کے ترجمے دنیا کی بارہ سو زبانوں میں ہو چکے ہیں ہندوستان کی کوئی زبان نہیں جس میں بائبل کا ترجمہ موجود نہ ہو۔ گویا عیسائی مشنریوں کی تبلیغ ٹھوس بنیادوں پر قائم ہے۔ اور آریہ سماج ہوائی باتوں سے ان کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آریہ سماج ضرور عیسائیوں کا مقابلہ کرے۔ مگر اس کی صورت یہ ہو کہ وہ پہلے ویدوں کا ترجمہ پسماندہ طبقوں کے ہاتھ میں دے۔ اور پھر انہیں اقتصادی سماجی اور مذہبی مساوات سے نوازے اور انہیں اس مقام پر پہنچائے جسے دیکھ کر پنڈت اور برہمن بھی رشک کرنے لگیں۔ اگر آریہ سماج یہ کام سر انجام نہ دے سکا تو اسے مشنریوں کے منہ آنے کا کوئی حق نہیں اور شاید مشنری بھی اس کا اثر قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ (الجمعیۃ دہلی ۸/۶/۵۹)

ہندی مسلمان کدھر؟

معاصر نقیب (پھلواری شریف) نے لکھا ہے کہ

"تاڑی اور شراب کا استعمال مسلمانوں میں بہت بڑھ رہا ہے ہم اس گناہ پر لوگوں کو ڈھیٹ اور دلیر پاتے ہیں، گانے بجانے کا شوق بھی مسلمانوں میں کم نہیں ہے بلکہ روز افزوں ہے اور جارحانہ نوعیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جارحانہ نوعیت سے ہماری مراد یہ ہے کہ لوگ اس پر اکتفاء نہیں کرتے کہ گانے بجانے سے صرف اپنا شوق پورا کر لیں بلکہ کسی تقریب سے لاؤڈ اسپیکر لگا کر گراموفون بجاتے ہیں اور رات رات بھر بجاتے ہیں انہیں اس کی فکر نہیں ہوتی کہ ان کے پڑوس اور محلہ میں کیا گذر رہی ہوگی کسی کا قلب کمزور ہوگا، کوئی بلڈ پریشر کا مریض ہوگا کسی کو نیند کی حاجت ہوگی اور کوئی مصلے پر بیٹھ کر مشغول عبادت ہوگا انہیں تو بس اپنے شوق کی تکمیل سے غرض ہے۔"

ہم یہاں ایسے مسلمانوں کو وعظ کرنا نہیں چاہتے صرف اتنا عرض کریں گے کہ وہ اپنے مصائب اور مشکلات میں خدا کی نصرت اور غیبی امداد کا انتظار کرنا چھوڑ دیں۔ بے شک خدا نے فرمایا ہے کہ "ہم یقیناً اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد اسی دنیا میں اور پھر آخرۃ میں بھی کریں گے"۔ اس آیت میں مومنوں کی نصرت کا ذکر آیا ہے ان کا ذکر نہیں ہے جو نہ صرف بدی کے مرتکب ہیں بلکہ اس میں جارحیت بھی اختیار کرتے ہیں:

خدا کی نصرت مشروط ہے۔

بے شک قرآن نے کہا ہے کہ انتم الاعلون ان کنتم مومنین (تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تمہارا دامن دولت ایمان سے لبریز ہو) اسی کا ارشاد ہے کہ "تم بہترین امت ہو اس لئے کہ تمہارا کام انسانوں کو نفع پہونچانا انہیں اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا ہے"۔ مسلمان انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا ہوا تھا وہ اب ان کو نقصان پہونچا رہا ہے۔ اس کا کام نیکی کی اشاعت تھا اب وہ جانتا ہی نہیں کہ نیکی کیا چیز ہے۔ اسے برائیوں کو دور کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر اب وہ خود برائیوں میں لت پت ہے، آخر خدا کی رحمت کن لوگوں پر نازل ہو؟ خود قرآن کا اعلان ہے کہ "خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے"۔ مسلمان حالت تو کیا بدلے گا وہ زیادہ سے زیادہ بگڑتا جا رہا ہے بدقسمتی کی حد ہے کہ مسلمان ایسا چکنا گھڑا ہو گیا ہے کہ اس پر کوئی بوند نہیں ٹھہرتی، وہ سب کچھ سنے گا اور دامن جھاڑ کر اور وعظ کی پھبتی کس کر کھڑا ہو جائے گا اگر مسلمان اپنے مشن پر قائم رہنا نہیں چاہتا۔ تو وہ اپنی سربلندی کا انتظار چھوڑ دے اور کھل کر اعتراف کرے کہ

ہرچہ بماست از ماست

(الجمعیۃ ۲۶/۷/۵۹)

جموں وکشمیر کا تربیتی دورہ

(بقیہ صفحہ ۷)

کی جماعتوں پر بھی پڑتا ہے۔ اس لئے احباب سرینگر اور عہدیداران جماعت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے جوش اور جذبہ سے کام کرنا چاہیئے اور مبلغ اور سلسلہ سے پورا تعاون بھی۔ اللہ تعالے احباب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نماز جمعہ کے بعد بجٹ سال رواں مرتب کیا گیا۔

روانگی برائے جموں سرینگر میں بعض مقامی معاملات کو طے کرنے اور بعض سرکاری افسران کو ملنے کے لئے دو دن اراکین وفد نے قیام کرنے کے بعد انشاء اللہ العزیز ۳ راگست کی صبح کو جموں کے لئے بذریعہ بس روانہ ہو جائیںگے

تاثرات دورہ وادی کشمیر وادی کشمیر کے دورہ میں گو ہم نے یہ محسوس کیا کہ غیر معمولی ملکی حالات مرکز قادیان سے کافی حد تک انقطاع اور عدم نگرانی اور عدم تربیت کے باعث جماعت ہائے احمدیہ کے احباب میں اپنی ذمہ داریوں سے غفلت اور جمود کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض جگہ افراد باہمی اختلافات کا شکار ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ امر خوشکن ہے کہ جماعتوں کے اکثر احباب میں سلسلہ سے اخلاص اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت و ایمان موجود ہے اور مرکزی وفد کے سامنے انہوں نے اپنی سستیوں اور غفلتوں کا اقرار کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور سالہا سال کے کئی تنازعات ہماری موجودگی میں طے ہو گئے۔ اور خوشگوار تعلقات باہمی پیدا ہوئے اور کئی ایک مخلصین نے باوجود مشکلات کے ہماری موجودگی میں اپنے بقایا چندہ جات کی ادائیگی کر کے عملی طور پر قربانی اور ایثار کا ثبوت دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایمانی حرارت اور قربانی اور اخلاص کا یہ جذبہ تمام افراد جماعت میں پیدا ہو جائے اور جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف اٹھتا رہے اور وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں سلسلہ کے وقار اور عظمت کیلئے

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

ماہ جون ۱۹۵۹ء میں تقسیم و ترسیل لٹریچر کی رپورٹ

یہ خدا کا فضل و احسان ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے مرکز سلسلہ احمدیہ اور بیرونی جماعتوں میں تبلیغ اسلام اور احمدیت کا کام تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے۔ جہاں تک تبلیغ بذریعہ لٹریچر کا تعلق ہے۔ ماہ جون ۱۹۵۹ء میں ۵۹۰ اور ایک ہزار ستاون کی تعداد میں لٹریچر اردو۔ انگریزی۔ ہندی اور گورمکھی میں تقسیم ہوا۔ علاوہ ازیں زبانی بھی تبلیغ کی گئی۔ اس ماہ میں خدا کے فضل سے اچاریہ ونوبا بھاوے جی اور ان کے بعض معزز ساتھیوں کو بھی تبلیغی لٹریچر دینے اور زبانی تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ اسی غرض کے لئے ایک وفد پٹھانکوٹ بھی گیا۔ اس سے قبل جناب گورنر صاحب پنجاب مسٹر این وی گیڈ گل صاحب کو قرآن کریم انگریزی اور سیرۃ آنحضرت صلعم بھی پیش کرنے کی سعادت نظارت ہذا کو حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے نور کو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلائے اور دین حق کا جھنڈا بلند ہو۔ گوشوارہ لٹریچر درج ذیل ہے۔

نام کتاب	زبان	تعداد
سکھ اور مسلم اتحاد کا گلدستہ	اردو	۳۱ عدد
حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	"	۱۷ "
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	"	۲۲ "
تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	"	۴۲ "
وفات مسیح علیہ السلام پر علماء مصر کا فتویٰ	"	۳۰ "
محامد خاتم النبیین	"	۲۶ "
احمدیت کا پیغام	"	۱۸ "
عقائد و تعلیمات	"	۱۲ "
احمدی مسلمان ہیں	"	۱۷ "
سیرت حضرت مسیح الموعود علیہ السلام	"	۲۹ "
اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری ہے	"	۱۴ "
اس زمانہ کے امام خلیفہ اور مجدد کو پہچانو	"	۲۳ "
آسمانی تحفہ	"	۶۶ "
" "	ہندی	۱۶ "
" "	گورمکھی	۲۵ "
جوڑی پھل	"	۱۸ "
خاتم النبیین کے بہترین معنی	اردو	۲۰ "
مولانا مودودی کے بیان پر تبصرہ	"	۲ "
الفرقان	"	۱ "
قادیانی مسئلہ کا جواب	"	۱ "
ہمارا مذہب	"	۱ "
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۳ "
موعود اقوام عالم	"	۱ "
انسان کامل	"	۱ "
موجودہ زمانہ کا اوتار	"	۲ "
وہی ہمارا کرشن	ہندی	۳۴ "
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۷۲ "
مساوات انسانی۔ اتحاد مذہب۔ روحانی اور مادی ترقی کا واحد ذریعہ اسلام ہے	"	۲۲ "
An Objective Approach the Present day & Socal problems		۲ "

Title	تعداد
Life of Mohammad	۲۳ عدد
Ahmadiya Movement in India	۲۷ "
Life & Teaching of Hazrat Mohammad	۲۱ "
A Havenly Call to the Indian People	۲۲ "
Why I belive in Islam	۵۱ "
Islam & Communism	۲۱ "
Waht is Ahmadiyyat?	۱۸ "
Life & Theaching of the Promised messieh	۱۶ "
Our Faith	۱۸ "
The message of the Prince of Peace	۲ "
Introduction to the Study of Holy Quran	۱ "
English Translation of the Holy Quran	۲ "
The New World order	۲ "
East African Times Ahmadyya	۲ "
Ahmdiyya Albam	۱ "
Chracteristics of Quranic Teachings	۲۱ "

نام کتاب	زبان	تعداد
آسمانی پیغام	اردو	۲۲ عدد
اسلام اور اشتراکیت	اردو	۱۶ "
پیغام صلح	"	۲۸ "
الہدیٰ	"	۱۳ "
ضرورت مذہب	"	۲۱ "
جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	"	۳۱ "
حقیقی اسلام	"	۲۳ "

لازمی چندہ جات

ہماری مالی ذمہ داریاں

احباب جماعت اور مقامی عہدیداروں کی خاص توجہ کے لئے

ہر فرد جماعت پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی۔ تربیتی اور تنظیمی مساعی بدوں مالی وسائل انجام نہیں پا سکتیں! ورنہ یہی بخوبی علم ہے کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے چندوں کی ادائیگی کی طرف بذریعہ اخبار بدر۔ سائیکلو سٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے جماعتوں میں دوروں کے ذریعہ احباب جماعت کو توجہ دلائی اور انہیں بیداری پیدا کی جاتی رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود متعدد احباب کے چندے ہر ماہ باقاعدگی سے وصول نہیں ہوتے اور کئی جماعتوں کے عہدے داران باقاعدگی سے نسبتی بجٹ کے مطابق اپنی جماعتوں کے چندہ جات کی وصولی کرکے رقوم مرکز بھجوانے میں مداومت اختیار نہیں کرتے جس کا لازمًا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ آمد کم ہونے کی وجہ سے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان پر اخراجات کا بار بڑھ جاتا ہے۔ اور سلسلہ کے بہت سے ضروری کاموں کو روکنا پڑتا ہے۔ حالانکہ جماعت کی روز افزوں ترقی اور بڑھتی ہوئی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں کہ جماعت کا ہر فرد مالی قربانیوں کے اس میدان میں مالی فرائض کی بجا آوری اور اپنے بجٹ کو سو فی صدی پورا کرنے کی طرف پورے ایمان اور اخلاص سے متوجہ ہو۔ اور اس امر کا عملی ثبوت دے۔ کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کا ایفاء کرنے والا ہے۔ چونکہ بجٹ کے مطابق چندہ جات وصول نہیں ہوتے۔ اس لئے اخراجات کے بار کے باعث اس وقت تک صدر انجمن احمدیہ ہزاروں روپے کی مقروض ہو چکی ہے۔

چونکہ ہندوستان میں تبلیغ احمدیت اور جماعتوں کی تربیت و اصلاح اور تنظیمی کاموں کی ذمہ داری ہندوستانی ہر احمدی پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے اس اہم فریضہ سے ہم اسی صورت میں عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ کہ ہر فرد جماعت وعدہ بیعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی صحیح آمدنی کے مطابق بجٹ لکھوائے اور ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ ادا کرے اور اپنے بجٹ کو اختتام مالی سال سے قبل سو فی صدی ادا کر دے۔

اسی طرح عہدیداران مال میں اس امر کا احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ عہدے انتہائی توجہ اور جانفشانی سے جماعتی امور انجام دینے اور باقاعدگی سے چندے وصول کرنے اور جماعتوں کے بجٹ کو سو فی صدی پورا کرنے کے لئے تفویض کئے جاتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمیں ابھی اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے بہت کچھ کرنا ہے اس کے مطابق مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ پس مجھے امید ہے کہ قربانیوں کے اس غیر معمولی دور میں جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ایسی سستی یا غفلت کو ترک اس بات کا عملی ثبوت دے گا کہ فی الواقع وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نظام وصیت اور حصہ جائیداد

حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری فرمودہ نظام وصیت میں جن مخلصین جماعت کو شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ان پر جس طرح حصہ آمد کی ادائیگی ضروری اور لازمی ہے۔ اسی طرح ان کے لئے "حصہ جائیداد" بھی وصیت کے مطابق اپنی زندگی میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اکثر موصی صاحبان اس خیال سے کہ اس کی ادائیگی وفات کے بعد ہو گی اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جو حصہ جائیداد انسان اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی میں ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ثواب کا باعث ہو گا۔ اور ادائیگی کرنے والے کے اپنے قلب میں بھی بشاشت پیدا ہو گی۔ کہ اس نے اپنی ایک بڑی اور اہم ذمہ داری کو اپنی زندگی میں ہی پورا کر دیا ہے۔

پس جماعت کے موصی احباب کو حصہ آمد میں باقاعدگی کے علاوہ حصہ جائیداد کی اپنی زندگی میں ہی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ اس فرض سے بھی اپنی زندگی میں ہی سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ امید ہے کہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اس ذمہ داری کی طرف موصی صاحبان کو توجہ دلاتے رہیں گے۔ ناظر بیت المال قادیان

فریضۂ زکوٰۃ کی اہمیت زکوٰۃ اسلئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے اسکی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو اور حرص و بخل کی بیخکنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ۲۔ زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی بلکہ زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔ ناظر بیت المال قادیان۔

خبریں

کنا ورل (فلوریڈا) ۸ راگست۔ امریکہ نے کل ایک اور مصنوعی سیارہ بالائی فضا میں چھوڑا ہے جو اپنے مدار پر پہونچ کر زمین کے گرد چکر لگانے لگا ہے۔ یہ اعلان کل یہاں خلاء سے متعلق امریکی قومی ادارہ کی طرف سے کیا گیا۔ اس سیارہ کا نام ایکسپلورر ۶ " پیڈول وہیل " ہے۔ اس کے مدار پر پہونچنے کی تصدیق انگلینڈ کے جوڈرل بینک اسٹیشن سے ہوگئی ہے۔

اس مصنوعی سیارہ کا وزن ۱۴۲ پونڈ ہے۔ اور اس میں ایسے سائنسی آلات لگے ہیں جن کے ذریعہ پندرہ بڑے تجربے کئے جا سکتے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سیارہ ایک سال تک زمین کے گرد گھومتا رہے گا۔ اور گیارہ گھنٹے میں زمین کے گرد چکر لگاتا رہے گا۔

اس وقت چھ مصنوعی سیارے زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ جن میں روس کے لونک کے علاوہ سب امریکی ہیں۔ امریکی سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ ایک سگنل کے ذریعہ اس مصنوعی سیارہ میں لگے ٹرانسمیٹر لگائے گئے ہیں جنہیں بلا شک اور درجات کے بنے ہوئے پیچوں سے کس گیا ہے۔

ٹیلی ویژن کیمرہ بھی سیارہ میں فٹ کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ خلاء کے متعلق مختلف قسم کی معلومات حاصل کی جائیں گی۔

یہ مصنوعی سیارہ زمین کے گرد گردش کرتا ہوا اپنے مدار پر زمین سے زیادہ سے زیادہ ۲۶ ہزار اور کم سے کم ۱۶۰ میل کی دوری پر رہے گا۔ اتنے زیادہ فاصلہ پر کوئی دوسرا مصنوعی سیارہ نہیں گھوم رہا۔ اس لئے اس سیارہ کو بہت زیادہ امنگوں سے پُر سیارہ کہا گیا ہے اور توقع ہے کہ اس کے ذریعہ اہم سائنسی معلومات حاصل ہوں گی۔

واشنگٹن ۸ راگست۔ سرکاری طور پر اطلاع کی تصدیق ہوگئی ہے کہ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف ۱۵ ستمبر کو امریکہ پہونچیں گے

آپ واشنگٹن میں تین روز قیام کریں گے۔ باقی دنوں کے متعلق پروگرام تیار کیا جا رہا ہے۔ امریکی وزیر دفاع مسٹر نیل میکلرائے نے کہا ہے کہ اگر روس کے وزیر اعظم چاہیں گے تو ہم انہیں امریکہ کے فوجی ٹھکانے دکھا سکیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کیلئے اجتماعی دُعاء

گذشتہ جمعہ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کا اعلان مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء اخبار بدر سے پڑھ کر احباب جماعت کو سنایا گیا۔ جماعت میں بے چینی اور افسردگی کی کیفیت طاری تھی چنانچہ مکرم میر محمود احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی خواہش کے مطابق خصوصی نماز پڑھی جانے کا اہتمام کیا گیا جس میں سونگھڑہ کے جملہ افراد مرد و زن نے نہایت سوز و گداز سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی کامل و عاجل صحت اور لمبی زندگی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور نماز کے ہر حصہ میں دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہذا حضور اقدس کے لئے باقاعدہ صدقات اور قربانی اجتماعی دعاؤں اور حسب توفیق پیر اور جمعرات کو روزے رکھنے میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین۔

خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ
امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اگست ۱۹۵۹ء میں ختم ہے،

- ۱۵۵۸ مکرمی پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم اے لاہون سلیلانگ (آسام) ۲۸ راگست ۱۹۵۹ء
- ۱۱۱۲ ، محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال کرڈاپلی (اڑیسہ) ،،
- ۱۴۳۷ بکرمہ مہر النساء بیگم صاحبہ بڑگڑھ (آسام) ،،
- ۱۷۵۹ مکرمی سید حسام الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کرسمبی سونگھڑہ (اڑیسہ) ،،
- ۱۷۶۱ ، عبد الحمید صاحب نبلا علی صاحب ارشیس ،،
- ۱۷۶۶ ، شیخ اختر حسین صاحب شموگہ (میسور) ،،
- ۱۷۶۷ ، سید انوار الحق صاحب کٹک (اڑیسہ) ،،
- ۱۷۶۸ ، محمد صدیق صاحب احمدی حیدر آباد (دکن) ،،
- ۱۷۷۰ ، سید سلیمان صاحب ونپرتی (آندھرا) ،،
- ۱۷۷۱ ، قریشی عبد السلام صاحب سرینگر (کشمیر) ،،
- ۱۷۷۳ ، عبد الرزاق صاحب شموگہ (میسور) ،،
- ۱۷۷۴ ، الحاج میر کلیم اللہ صاحب ،، ،،
- ۱۷۷۵ ، بی دستگیر صاحب ،، ،،
- ۱۷۷۷ ، حمید احمد صاحب آفو سر دس حیدر آباد (دکن) ،،
- ۱۷۷۸ ، سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ (کلکتہ) ،،
- ۱۷۷۹ ، محمود احمد صاحب کندرہ پاڑہ (اڑیسہ) ،،
- ۱۷۸۱ ، سی۔ کے حمید صاحب کالیکٹ (کیرالہ) ،،
- ۱۷۸۲ ، محمد سلیمان صاحب صدر جماعت احمدیہ انبیٹھہ (یو۔پی) ،،
- ۱۲۲۳ مکرمی سید محمد ذکریا صاحب کٹک (اڑیسہ) ۲۸ راگست ۱۹۵۹ء
- ۱۲۵۳ ، انچارج صاحب احمدیہ دار التبلیغ بمبئی ۸ ،،
- ۱۱۶۱ ، مرزا شیر علی بیگ صاحب ناگپور (اڑیسہ) ،،
- ۱۶۸۲ ، غلام احمد صاحب کمپونڈر جگاڈل (یو۔پی) ،،
- ۱۲۷۶ ، حوالدار محمد ابراہیم صاحب پچھا بنتیر (کشمیر) ،،
- ۱۰۹۹ ، قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ (یو۔پی) ،،
- ۱۳۶۲ ، محمد شمس الحق صاحب بنکائی سار (اڑیسہ) ،،
- ۱۴۲۳ ، سید نصیر الدین احمد صاحب پٹنہ (بہار) ،،
- ۱۷۶۴ ، سیٹھ مبارک احمد صاحب بمبئی ۹ ،،
- ۱۴۰۲ ، محمد لطیف الرحمٰن صاحب جودکولات (اڑیسہ) ،،
- ۱۰۲۴ ، غلام محمد صاحب احمدی بانڈی پورہ (کشمیر) ،،
- ۱۸۶۲ ، محمد مظاہر حسین صاحب مظفر نگر (یو۔پی) ،،
- ۱۴۰۵ ، الیس۔ جی احمد صاحب رسول پور۔ (اڑیسہ) ،،
- ۱۵۵۹ ، سید منظور احمد صاحب بھونیشور (اڑیسہ) ،،
- ۱۷۶۵ ، وی کے محی الدین صاحب جیتی (بمبئی) ،،

ضرورت رشتہ

مجھے اپنی لڑکی شاہدہ بیگم کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی کی عمر ۱۸ سال کی ہے اور امور خانہ داری سے واقف اور گھریلو تعلیم یافتہ ہے۔ خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کی جائے۔

عبد الرزاق پروپرائٹر جنتا ریڈیو سروس گونڈہ یو۔پی۔

انتقال پُر ملال

میرے والد مولوی نصیر الدین احمد صاحب وکیل بیگو سرائے مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۵۹ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ موصی تھے اور تادم آخر تبلیغ احمدیت کرتے رہے۔ آپ کی زندگی پاکیزہ اور سادہ گزری۔ نیک اور تہجد گزار تھے۔ احباب سے گزارش ہے کہ ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی جائے۔ ان کی وفات کے بعد اس گاؤں میں مخالفوں نے طرح طرح کے فتنہ و فساد کرنے لگ گئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے خاندان کے تمام افراد کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

محتاج دعا محمد نور عالم احمدی

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق

ہر قسم کی کتب ہمیشہ اپنے قومی کتب خانہ بکڈپو سے نہایت ارزاں قیمت پر طلب فرمایا کریں۔ فہرست آٹھ نئے پیسے بھیجکر منگوالیں۔

المعلن
منیجر احمدیہ بکڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵، ۱۶، ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگا۔ جملہ امراء۔ پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کردیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت و استفادہ کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان